إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا - جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے	۵ر
خواص سے	۱۰ر
ہندوستان سے باہر	۶ر
غیر مذاہب غیر مستطیع احباب سے	۱۲ر

جلد ۱۶ — نمبر ۶

الحکم

قادیان دارالامان

۱۴- فروری ۱۹۱۲ء

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باتو گر آئی بہ ما در قادیان بینی — دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی دوافی ہو چکی ہے - اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے - نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں -

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں - وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں - صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے - آج بھی آزمائش پہ اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں - کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں - اصلی

اور پورے اہتمام سے دوا سازی کا اس میں اہتمام ہے - اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے - پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں - کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس کارخانہ میں ہر ایک امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں - جن کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں اس دواخانہ کو لوجہ اللہ دی ہیں -

نوٹ

جن پر اثر اور مفید ادویات کے سبب سے اس دواخانہ کو شہرت ہوئی ہے - وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں - اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے -

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ لکھئے "منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی" تار کا پتہ "میڈیسنز دہلی"

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر حسب کر شائع ہوا

Digitized by Khilafat Library

مسلمان اپنی پنڈ پولیسی کی تلاش میں

نمبر (۲)

ناظرین کو معلوم ہے۔ کہ میں نے ۲۲۔ جنوری ۱۹۱۲ء کے الحکم میں مندرجہ بالا عنوان سے ایک آرٹیکل لکھا تھا۔ جو خدا تعالیٰ کے محض فضل سے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا اور الحکم کے بعض غیر احمدی معزز احباب نے بھی اس حق کی تائید کی معاصرین میں سے معزز ہمعصر ملت لاہور نے اس کے ایک نہایت اہم حصہ کا اقتباس شائع کیا۔ جس سے میں یہ اندازہ کرنے کے قابل ہو سکا ہوں۔ کہ ملت کے دل میں اہل ملت کی اس پراگندہ حالت کو دیکھ کر درد پیدا ہو چکا ہے۔ اور وہ اخلاص کے ساتھ خدمت قوم کرنا چاہتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قوم کا اخباری مذاق بگڑ چکا ہے۔ باوجودیکہ اخبار بینی کا مذاق بڑھ رہا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی مذاق بگڑ رہا بھی ہے۔ اور اس کے لئے

خود ہمارا پریس ذمہ وار ہے

پریس کی یہ نازک حالت اسی اخلاص کی کمی کی وجہ سے ہے۔ ہمارا مقصود محض اپنی گرم بازاری ہے۔ اصلاح قوم نہیں۔ جس طرح پر ہم ملکی لیڈروں کو ڈانٹتے ہیں۔ کہ وہ محض حصول خطاب یا ذاتی وجاہت کے بڑھانے کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح پر ہمارا مطمح نظر کچھ اور ہے۔

اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ ہم اپنی اخباری طاقت کا نام

ناصح برائے دیگراں۔

رکھیں۔ بہرحال اس وقت مجھے مسلم پریس کے متعلق تفصیلی بحث نہیں کرنی بلکہ اس کے لئے میں ایک جدا سلسلہ مضامین خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ یہ ذکر جملہ معترضہ کے طور پر آ گیا۔ اور عجیب اتفاق کی بات یہ ہے۔ کہ ۴ر فروری ۱۹۱۲ء کو جناب خواجہ صاحب نے لاہور میں اسی موضوع پر جو ۲۲ جنوری ۱۹۱۲ء کو الحکم میں مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے پیش کیا گیا تھا۔ ایک مبسوط لیکچر دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ وقت قریب ہے۔ جو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کی گمشدہ متاع کی طرف رہنمائی کرے۔ اس تحریک کا پیدا ہونا مبارک نتائج کا پیش خیمہ ہے۔ اسی لئے میں آج اس سلسلہ میں دوسرا آرٹیکل نذر ناظرین کرتا ہوں۔ میں نے بتایا ہے کہ مسلمان اگر قرآن مجید کو اپنا دستور العمل بنائے رکھتے اور اسی کو ہر مرحلہ زندگی اور ہر واقعہ پیش آمدہ میں رہبر صادق یقین کرتے۔ تو ان ٹھوکروں سے بچ رہتے۔ مگر آج یہ حالت نہیں ہے۔ اس وقت قرآن مجید کے مقابلہ میں زید و بکر کی رائے قابل عملدرآمد اور سچی رہنما سمجھی گئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ مسلمانوں میں دھڑہ بندیاں پیدا ہو کر ان کی طاقت منتشر اور زائل ہو رہی ہے۔ ہندوستان ایک ایسا ملک ہے۔ جہاں مختلف قوموں اور مذہبوں کے لوگ رہتے ہیں۔ اور انہیں میں مسلمان بھی ہیں۔ قدرت ان کو یہاں لائی تو فاتح کی حیثیت سے تھی مگر اب وہ حاکم نہیں بلکہ محکوم ہیں۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں گو افسوس کی ہو۔ اگر ہم صرف پچھلی داستانوں (انہیں اب داستان ہی کہو) کو پڑھ کر خوش ہو لیں اور

موجودہ حالت پر آنسو بہالیں۔ تو وہ خوشی اور یہ غم محض کوئی ہستی نہیں رکھتا حکومت اور ملک کا عطا کرنا اور چھین لینا یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ وہ خاص اسباب کے ماتحت ایک قوم کے سپرد یہ امانت کرتا ہے۔ اور خاص اسباب کے ماتحت دوسری سے لے لیتا ہے۔ اگر ہم قابل رہتے۔ تو یہ امانت ہم سے نہ لی جاتی۔ اب جبکہ اپنی شامت اعمال سے ہم گر چکے ہیں تو صرف گریہ سے کچھ نہیں بن سکتا۔ اس رونے دھونے کو چھوڑ کر ہمیں اپنی

موجودہ پوزیشن پر غور کرنا چاہیئے

ہم مختلف قوموں اور مذہبوں کے درمیان خدا تعالیٰ کے خاص منشاء کے ماتحت رکھے گئے ہیں۔ اور ایک غیر قوم کے ماتحت ہمیں رہنے کا حکم دیا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت میں مسلمانوں کو دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر رہنے کے موقعے ملے ہیں اور یہ محض اس لئے تھے کہ تا آئندہ مسلمانوں کی زندگی میں وہ دستور العمل ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی جس قسم کے ابتلاء اور مصائب کی زندگی تھی خدا تعالیٰ کا محض فضل ہے کہ وہ ایام ہم پر نہیں آئے اس میں کوئی کلام نہیں کہ ہم حد درجہ کی پستی میں گرے ہیں۔ مگر جس حکومت کے نیچے ہم کو رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں وسعت اور سینہ میں حوصلہ ودیعت کر دیا ہے اور عدل و انصاف اس کا شعار زندگی ہو رہا ہے۔ ایک سے زیادہ مرتبہ ہم نے بیان کیا ہے کہ برٹش گورنمنٹ کے زیر سایہ جو آرام اور امن کی دولت ہمیں ملی ہے۔ وہ ہم کو کسی اسلامی سلطنت میں بھی نصیب نہیں ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہمیں حکمران ہو کر بھی ایسی راحت اور آسائش میسر نہیں۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی اگر ہمارا اسوہ حسنہ ہے۔ تو ہم سرا سر دشمنوں کے نرغے میں پھنس کر بھی خدا کی حمد و تسبیح کرتے ہوئے زندگی بسر کر سکتے ہیں مگر

بشرطیکہ مسلمان ہوں

پھر مکی زندگی کے بعد ایک دور مدنی زندگی کا آتا ہے۔ مدینہ طیبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت تشریف لائے ہیں وہاں مختلف قومیں آباد تھیں ان لوگوں میں امن اور سلامتی کی زندگی بسر کرنے کے لئے جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک جماعت نے اختیار کیا۔ وہ ہمارے لئے

ہندوستان میں رہنمائی کر سکتا ہے

وہ کون سی بات ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی میں ہمیں نہیں مل سکتی۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہماری روشنی

اُس سراپا نور سے نہیں۔ بلکہ یورپ سے آتی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ یورپین ممالک میں رعایا کے مختلف فرقوں میں جدوجہد ہوتی ہے حقوق اور عہدوں کے حصول کے لئے جھگڑے اور مناقشے ہوتے ہیں مختلف موقعوں پر ہڑتالیں ہوتی ہیں ایجی ٹیشن ہوتا ہے۔ ہم اپنی زندگی کو اسی رنگ میں ڈھالنا چاہتے ہیں۔ ہم اپنے افسروں اور حاکموں کو اسی طریق سے اپنی ضرورتوں سے آگاہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ یہ راہ گو کسی حد تک مفید ہو مگر نہایت خطرناک ہے اور شراب اور جوئے کی طرح

ان کا ضرر نفع سے بڑھ کر ہے

مگر ہم ہیں کہ ضرر کو بھی نفع سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے اس وقت تک کوئی بہتری کی راہ پیدا نہیں ہو سکتی اور وہ کبھی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتے جب تک ان کی اندرونی اصلاح نہیں ہوتی۔ کیا ہی خوب اور کیا ہی سچ فرمایا تھا ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک موقعہ پر کہ وہ لوگ جو اپنے افسروں یا حکام کی شکایت کرتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں وہ اپنی اصلاح کر لیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ان حاکموں کی اصلاح کر دیگا۔ یہ مفہوم تھا

آپ کی تقریر کا حقیقت میں جبکہ ہمیں جو تکلیف پہنچتی ہے۔ وہ ہمارے کسی کرتوت اور فعل کا نتیجہ ہوتا ہے۔ تو بڑے ہی افسوس کی بات ہو کہ کسی تکلیف میں مبتلا ہو کر ہم دوسروں کی شکایت کریں۔ یہ ایک خطرناک غلطی ہے جو ہم میں پھیل رہی ہے اور جس کو محسوس کرنے کی وجہ سے ہم دکھ اٹھا رہے ہیں ہماری ہمسایہ قومیں خواہ کوئی بھی ہوں کیا ہمسایگی حقوق کے نیچے ہم پر اپنا کوئی حق نہیں رکھتی ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ ہمارے اہل وطن اپنی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے جو جدوجہد کرتے ہیں اس میں وہ ہمارے حقوق کو بھی بعض اوقات پامال کر جاتے ہیں لیکن اگر وہ ہمارے حقوق ہمسائیگی کا لحاظ نہیں کرتے یا اس کی انہیں تعلیم نہیں ملی۔ تو یہ ان کی اپنی اخلاقی یا مذہبی کمزوری تو ہو سکتی ہے جس کے لئے وہ جوابدہ ہو سکتے ہیں مگر تم بتاؤ کہ تم بھی اگر ان سے وہی سلوک کرتے ہو اور ہمسائیگی کے حقوق کو کچلتے ہو تو پھر

تمہیں اور ان میں کیا فرق ہے۔

مجھے نہایت افسوس اور دلی دکھ کے ساتھ اپنے برادران وطن سے بھی یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ ایک طرف تو وہ اچھوت اقوام کو اٹھا کر مساوات کا درجہ دیتے ہیں اور گورنمنٹ سے کہتے ہیں کہ گوروں اور کالوں میں امتیاز نہ رہے سب کے یکساں حقوق ہیں مگر خدا کے لئے وہ بتائیں کہ یہ کیا اصول ہے کہ تم خود دوسروں کو کاربند کرنا چاہتے ہو آپ کیوں اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے؟ مسلمانوں کے ساتھ تمہیں یہ ضد اور عداوت کیوں ہے؟ الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی ہمارے لئے ہندوستانی زندگی میں بہترین رہنما ہے کیونکہ ہندوستان میں مختلف قومیں اور مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی دن کی شرارتوں اور تکلیفوں کے باوجود بھی ان کے مفاد اور نفع کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ بلکہ آپ نے مخالف اور متضاد گروہوں کا باہم اتحاد اور ارتباط قائم رکھنے کے لئے میثاق کو تسلیم کیا اور اپنے طرز عمل کو بتا دیا کہ اس محبوب اور معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی غرض یہی تھی کہ خدا تعالیٰ کی متفرق مخلوق کو

ایک کنبہ کی صورت بنا دے

اس کی یہی تاکید تھی اور یہی اس کی بوچ کا مطلب تھا کہ باہم اتحاد قائم کر دے یہ بالکل سچی بات ہے کہ جس اتحاد پر آجکل کی مہذب دنیا ناز کرتی ہے۔ اس کا

معلم اول محمد عربی تھا (صلی اللہ علیہ وسلم)

پھر اس یہودی اتحاد میں پولیٹیکل کارروائیاں ہیں جس اتحاد کی بنیاد اس ذات بابرکات نے رکھی تھی اس کی تہ میں اخلاص تھا۔ ایثار تھا مروت تھی اور حیا تھا پس آج اگر مسلمان آپ کی اسوہ حسنہ کو مد نظر رکھ کر کام کریں تو انہیں اپنی کسی خاص پالیسی کی حاجت نہیں۔ مجھے تو یہی حیرت ہے۔ کہ یہ سوال مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہی کیوں ہوتا ہے؟ اور اس پر رائے زنی کے لئے قلمیں اور زبانیں کیوں چلتی ہیں؟

ہم اگر اپنی اصلاح کریں غیر قوموں اور غیر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ وہ سلوک کریں جو ہمارے سید و مولیٰ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے تو یہ نزاعیں بہت جلد مٹ جاویں مگر رنج کی بات تو یہی ہے کہ ہم غیروں سے سلوک تو تب کریں جب پہلے ہم اپنوں کے ساتھ بھائیوں کا سا برتاؤ کریں۔ جب ہم آپس میں منازعت کرتے ہیں اور جھگڑتے ہیں اور دوسروں کو اپنی خود غرضیوں کا شکار بنانا چاہتے ہیں۔ تو

تا بدیگراں چہ رسد

اسلام نے ہمیں تعلیم دی تھی کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ۔ کہ مسلمان وہ ہوتا ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں مگر بتاؤ آجکل کیا ہو رہا ہے؟ ہمیں بتایا گیا تھا کہ لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔ مگر بتاؤ کہ کیا ہم میں اخوت کا کوئی اثر باقی ہے اور کیا ہم دوسروں کے مفاد کو اپنے مفاد اور نفع کے رنگ میں دیکھتے ہیں؟ ان باتوں کا جواب عملی آواز سے ہے کہ ہرگز نہیں پس یہ ساری تجویزیں۔ سارے رزولیوشن اور تقریریں

محض دھوکہ ہیں جبتک ہم اپنی تبدیلی نہیں کرتے۔

مسلمانوں کے نیک انجام کی کلید خدا تعالیٰ کے موعود مرسل مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام میں ہے۔ اگر مسلمان اپنی ضد اور عداوت اور ہٹ کو چھوڑ کر اس پر غور کریں۔ تو ان کی ساری نحوستیں زائل ہو سکتی ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ رجوع برحمت کرے وہ الہام یہ ہے۔ "چو دور خسروی آغاز کردند۔ مسلمان را مسلمان باز کردند۔" مسلمان اگر پھر مسلمان بن جاویں تو ان پر وہی اطمینان اور سکینت نازل ہو

مسلمان اپنی آئندہ پولیسی کی تلاش میں

نمبر (۲)

ناظرین کو معلوم ہے۔ کہ میں نے ۲۸ جنوری ۱۹۱۱ء کے الحکم میں مندرجہ بالا عنوان سے ایک آرٹیکل لکھا تھا۔ جو خدا تعالیٰ کے محض فضل سے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا اور الحکم کے بعض غیر احمدی معزز احباب نے بھی اس حق کی تائید کی معاصرین میں سے معزز ہمعصر ملت لاہور نے اس کے ایک نہایت اہم حصہ کا اقتباس شائع کیا۔ جس سے میں یہ اندازہ کرنے کے قابل ہو سکا ہوں کہ ملت کے دل میں اہل ملت کی اس پراگندہ حالت کو دیکھ کر درد پیدا ہو چکا ہے۔ اور وہ اخلاص کے ساتھ خدمت قوم کرنا چاہتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قوم کا انتہائی مذاق بگڑ چکا ہے۔ باوجودیکہ اخبار بینی کا مذاق بڑھ رہا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی مذاق بگڑا ہوا بھی ہے۔ اور اس کے لئے

خود ہمارا پریس ذمہ وار ہے

پریس کی یہ نازک حالت اسی اخلاص کی کمی کی وجہ سے ہے۔ ہمارا مقصود محض اپنی گرم بازاری ہے۔ اصلاح قوم نہیں جب تک ہم ملکی معاملات کو دیکھتے ہیں کہ وہ محض حصول خطاب یا ذاتی وجاہت کے بڑھانے کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح پر ہمارا مطمح نظر کچھ اور ہے۔

اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ ہم اپنی اخباری طاقت کا نام

ناصح برائے دیگراں۔

رکھیں۔ بہرحال اس وقت مجھے مسلم پریس کے متعلق تفصیلی بحث نہیں کرنی بلکہ اس کے لئے میں ایک جدا سلسلہ مضامین خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ یہ ذکر جملہ معترضہ کے طور پر آ گیا۔ اور عجیب اتفاق کی بات یہ ہے۔ کہ ۲۸ فروری ۱۹۱۱ء کو جناب خواجہ صاحب نے لاہور میں اسی موضوع پر جو ۲۸ جنوری ۱۹۱۲ء کو الحکم میں مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے پیش کیا گیا تھا ایک مبسوط لیکچر دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ وقت قریب ہے۔ جو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کی گزشتہ متاع کی طرف رہنمائی کرے۔ اس تحریک کا پیدا ہونا مبارک ہے ان تمام تاریخ کا پیش خیمہ ہے۔ اسی لئے میں آج اس سلسلہ میں دوسرا آرٹیکل نذر ناظرین کرتا ہوں۔ میں نے بتایا ہے کہ مسلمان اگر قرآن مجید کو اپنا دستور العمل بنائے رکھتے اور اسی کو ہر مرحلہ زندگی اور ہر واقعہ پیش آمدہ میں راہبر صادق یقین کرتے۔ تو ان ٹھوکروں سے بچ رہتے۔ مگر آج یہ حالت نہیں ہے۔ اس وقت قرآن مجید کے مقابلہ میں زید و بکر کی رائے قابل عمل در آمد اور سچی رہنما سمجھی گئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ مسلمانوں میں دہریت پیدا ہو کر ان کی طاقت منتشر اور زائل ہو رہی ہے۔ ہندوستان ایک ایسا ملک ہے۔ جہاں مختلف قوموں اور مذہبوں کے لوگ رہتے ہیں۔ اور انہیں میں مسلمان بھی ہیں۔ قدرت ان کو ہمیشہ اقلیت کی حیثیت سے تھی کہ اب وہ حاکم نہیں بلکہ محکوم ہیں۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں مگر افسوس کی ہے۔ اگر ہم صرف پچھلی داستانوں کو دہرا کر خوش ہوتے رہیں۔

موجودہ حالت پر آنسو بہائیں۔ تو وہ خوشی اور یہ غم محض کوئی ہستی نہیں رکھتا حکومت اور ملک کا عطا کرنا اور چھین لینا یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ وہ خاص اسباب کے ماتحت ایک قوم کے سپرد یہ امانت کرتا ہے۔ اور خاص اسباب کے ماتحت دوسری سے واپس لیتا ہے۔ اگر ہم قابل رہتے۔ تو یہ امانت ہم سے نہ لی جاتی۔ اب جبکہ اپنی شامت اعمال سے ہم گر چکے ہیں تو صرف آہ کرنے سے کچھ نہیں بن سکتا۔ اس رونے دھونے کو چھوڑ کر ہمیں اپنی

موجودہ پوزیشن پر غور کرنا چاہئیے

ہم مختلف قوموں اور مذہبوں کے درمیان خدا تعالیٰ کے خاص منشا کے ماتحت رکھے گئے ہیں۔ اور ایک غیر قوم کے ماتحت ہمیں رہنے کا حکم دیا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت میں مسلمانوں کو دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر رہنے کے موقعے ملے ہیں اور یہ محض اس لئے تھے کہ تا آئندہ مسلمانوں کی زندگی میں وہ دستور العمل ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی جس قسم کے ابتلا اور مصائب کی زندگی تھی خدا تعالیٰ کا محض فضل ہے کہ وہ ایام ہم پر نہیں آئے اس میں کوئی کلام نہیں کہ ہم حد درجہ کی پستی میں گر گئے ہیں۔ مگر جس حکومت کے نیچے ہم کو رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں وسعت اور سینہ میں حوصلہ ودیعت کر دیا ہے اور عدل و انصاف اس کا شعار زندگی ہو رہا ہے۔ ایک سے زیادہ مرتبہ ہم نے بیان کیا ہے کہ برٹش گورنمنٹ کے زیر سایہ جو آرام اور امن کی دولت ہمیں ملی ہے۔ وہ ہم کو کسی اسلامی سلطنت میں بھی نصیب نہیں ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہمیں حکمران ہو کر بھی ایسی راحت اور آسائش میسر نہیں۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی اگر ہمارا اسوہ حسنہ ہو۔ تو ہم سراسر تعمتوں کے فرخ میں ہیں بجز اس کے کہ ہم خدا کی حمد و تسبیح کرتے ہوئے زندگی بسر کر سکتے ہیں مگر

بشرطیکہ مسلمان ہوں

پھر مکی زندگی کے بعد ایک دور مدنی زندگی کا آتا ہے۔ مدینہ طیبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت تشریف لائے ہیں وہاں مختلف قومیں آباد تھیں ان لوگوں میں امن و سلامتی کی زندگی بسر کرنے کے لئے جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک جماعت نے اختیار کیا۔ وہ ہمارے لئے

ہندوستان میں رہنمائی کر سکتا ہے

وہ کون سی بات ہے جو ہمیں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی میں نہیں مل سکتی۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہماری روشنی

اس سرا پا نور سے نہیں۔ بلکہ یورپ سے آتی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ یورپین ممالک میں رعایا کے مختلف فرقوں میں جو جھگڑے ہوتے ہیں حقوق اور عہدوں کے حصول کے لئے جھگڑے اور مناقشے ہوتے ہیں جن کا مقصد پر ہر شخص کی نظر ہوتی ہے ایجی ٹیشن ہوتے ہیں ہم اپنی زندگی کو اسی رنگ میں ڈھالنا چاہتے ہیں۔ ہم اپنے افسروں اور حاکموں کو اسی طریق سے اپنی ضرورتوں سے آگاہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ یہ راہ گو کسی حد تک مفید ہو گر نہایت خطرناک ہے اور شراب اور جوئے کی طرح

ان کا ضرر نفع سے بڑھ کر ہے

مگر ہم ہیں کہ ضرر کو بھی نفع سمجھے بیٹھے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے اس وقت تک کوئی بہتری کی راہ پیدا نہیں ہو سکتی اور وہ کبھی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتے جب تک ان کی اندرونی اصلاح نہیں ہوتی۔ کیا ہی خوب اور کیا ہی سچ فرمایا تھا ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک موقعہ پر کہ جو تم اپنے افسروں یا حکام کی شکایت کرتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں وہ اپنی اصلاح کر لیں پھر اللہ تعالیٰ ان کے ان حاکموں کی اصلاح کر دیگا۔ یہ مفہوم تھا

آپ کی تقریر کا حقیقت میں جب ہمیں جو تکلیف پہنچتی ہے۔ وہ ہمارے کسی کرتوت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ تو بڑے ہی افسوس کی بات ہے کوئی تکلیف میں مبتلا ہو کر دوسروں کی شکایت کریں یہ ایک خطرناک غلطی ہے جو ہم میں پھیل رہی ہے اور جس کو خوش کرنے کی وجہ سے ہم کو کہنا ہے کہ ہماری ہمسایہ قوموں کو ہمارے حقوق کی کبھی پروا نہیں ہوئی اور ہمیں اپنا کوئی حق نہیں رکھتی ہیں ہم مانتے ہیں کہ ہمارے اہل وطن اپنی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے موجودہ جد و جہد کرتے ہیں اس میں ہمارے حقوق کو بالکل پامال کر جاتے ہیں لیکن اگر وہ ہمارے حقوق ہمسائگی کا لحاظ نہیں کرتے پاس نہیں کرتے۔ تو یہ ان کی اپنی اخلاقی کمزوری تو ہو سکتی ہے جس کے لئے وہ جوابدہ ہوں گے مگر ہم کو اس سے غرض نہیں۔ اگر ان کو دینی حقوق کو ہمسائیگی کے حقوق کو پامال کرتے ہو تو ہم

تم میں اور ان میں کیا فرق ہے

مجھے نہایت افسوس اور دلی دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اہل وطن میں سے بہت سے ایک ہی کا نتیجہ ہے کہ قانون کی سختیاں آ گئیں اور مساوات کا درجہ دیتے ہیں اور گورنمنٹ سکتے ہیں کہ گورنمنٹ کو اپنا انتظام برقرار رکھنا ہے سب یکساں حقوق ہیں مگر خدا کے لئے وہ بتائیں کہ اگر اصول جیسا ہم خود دوسروں کو ان کی کا درجہ دینا چاہتے ہو۔ آپ کیوں اس پر عمل پیرا نہیں ہیں؟ مسلمانوں کے ساتھ نہیں بلکہ فساد و عداوت کیا ہے؟ الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی میں ہمارے لئے سبق اور ان کی زندگی میں بہترین رہنمائی ہے کیونکہ آپ کی تمام قوم اور مختلف مذاہب کے لوگ آباد تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا اور ان کی تکلیفوں کو دور کیا اور کبھی ان کے مفاد و دفع کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ بلکہ آپ نے مختلف اقوام کو ایک ہی واحد گروہ بنا کر باہم اتحاد اور ارتباط قائم رکھا اور کسی سے تعصب نہیں کیا اور اپنی طرز عمل سے بتا دیا کہ اس محبوب کا جو مقصد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی غرض یہی تھی کہ خدا تعالیٰ کی متفرق مخلوق کو

ایک کنبہ کی صورت بنا دے

اس کی یہی تاکید تھی اور یہی اس کی بہیج تھی کہ ان کا مطلب تھا کہ باہم اتحاد قائم کر دے بالکل یہی بات ہے کہ جب اتحاد پیدا کیا تو کیا مذہبی کیا دنیاوی کرتی ہے۔ اس کا

معلم اول محمد عربی تھا (صلی اللہ علیہ وسلم)

پھر اس وجود نے اتحاد کے لئے عملی کاروائیاں کیں جس اتحاد کی بنیاد ڈالی اور باہر کاٹ دے رکھی تھی اس کی تہ میں اخلاص مع الخلق تھا جو کہ قوموں کا مرجع تھا لیکن آج اگر مسلمان آپ کے اسوہ حسنہ کو نظر انداز کر کے کام کریں تو انہیں اپنی سی پالیسی کی حاجت نہ ہے مجھے توصیح معلوم ہے کہ یہ سوال مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہونا ہے؟ اور اس پر لائے زنی کے لئے قلمیں اور زبانیں بھی چلتی ہیں؟ ہم اگر اپنی اصلاح کریں غیر قوموں اور غیر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ وہ سلوک کریں جو ہمارے سید و مولیٰ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے تو بہت جلد نتائج حاصل کریں مگر یاد رکھنے کی بات تو یہی ہے کہ ہم غیر و سلوک کی توقع کریں جب تک ہم اپنے ساتھ ہونا کا سا برتاؤ کریں۔ جب ہم آپس میں منازعت کرتے ہیں اور جھگڑتے ہیں اور دوسروں کو اپنی خود غرضیوں کا شکار بنانا چاہتے ہیں۔ تو

تا بہ دیگراں چہ رسد

اسلام نے جو تعلیم دی تھی کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ کہ مسلمان وہ ہوتا ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہیں مگر ہم نے اس پر عمل کیا ہو رہا ہے؟ جیسا کہ قرآن کریم نے کہا تھا کہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں مگر بتاؤ کہ کیا ہم میں اخوت کا کوئی اثر باقی ہے اور کیا ہم دوسرے کے مفاد کو اپنے مفاد اور نفع کو نفع نہیں دیکھتے ہیں؟ ان باتوں کا جواب عملی آزادی سے کوئی نہیں۔ پس ہم ساری تجویزیں ہمارے رزولیشن اور تقریریں

محض دھوکہ ہیں جب تک ہم اپنی تبدیلی نہیں کرتے۔

مسلمانوں کے لئے نیک انجام کی کلید خدا تعالیٰ کے موعود مرسل مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام میں ہے۔ اگر مسلمان اپنی ضد اور عداوت اور بغض کو چھوڑ کر اس غور

مکریں۔ تو ان کی اصلاح ہو سکتی ہیں جو خدا تعالیٰ چاہتا ہے وہ الہام یہ ہے۔ جو دور خسروی آغاز کردند مسلمان را مسلماں باز کردند۔ مسلمان اگر پھر مسلمان بن جاویں تو ان سے پھر اسی طرح

ہو سکتی ہے جو لقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ کے وقت ہوئی تھی۔ اس الہام میں یہی اشارہ ہے کہ چودھویں صدی میں تم پھر اذلۃ کی حالت میں ہو جاؤ گے اور تمہاری ذلت جو تعداد اور کمی اسباب اور تنگدستی اور فاقہ مستی غرض ہر طرح سے محسوس ہوگی فضل الٰہی کی جاذب تو ہوگی۔ مگر اسی طرح پر جس طرح بدر میں ہوئی تھی۔ ایک امام کے ماتحت ہو کر۔ جب تک تم سب کی رائیں ایک امام اور خلیفہ کے ماتحت نہیں ہوتیں تمہاری تدابیر اور مساعی کے نتیجے [illegible] کی طرح ہیں اور بس پس توجہ کرو اور سوچو کہ تمہارا پہلا کام کیا ہے؟ ایک امام کے ماتحت ہونا یا ہر ایک کا امام بننا۔ امام کا وہی مفہوم ہے جو لفظ لیڈر کا ہے۔ جب تک امام [illegible]

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری۔ مریضوں کی آہ و زاری۔ آجکل وہ سمان دکھا رہی ہے۔ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں چلتا۔ بلکہ ہم پہلے مفت دیتے ہیں اول آزمائیے پھر منگوائیے۔ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق [illegible] مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی [illegible] مرض سمجھ کے یہ معجون تیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ [illegible] سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں کہ لکھ ماریں۔ کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں۔ اول نمونہ مفت منگائیے۔ پھر اگر خفا ہو۔ تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتی ہیں۔ اور بعض اوقات خود کشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلا سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے قیمت ۲ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا۔ قیمت فی بکس ۴ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

کیا آپ بیمار ہیں؟

جب کہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں۔ کہ کون سی آپ کو شکائت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے۔ کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے۔ کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ڈون ڈنر پلس (ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائے گا۔ کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکائت۔ ہیجان صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ جسم کی نقاہت۔ امراض چشم۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری درد سر۔ نفخ یعنی کھٹی ڈکاریں قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکر آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے۔ تو خون کثیف ہوجاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہوجاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے ابخروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ۴ر و ۸ر و ۱۲ر۔ ۱۲ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں۔ جو ۴ر والی شیشی سے پنجگنی ہیں۔

۱۲ر والی شیشی

ڈون۔ پی۔ او۔ باکس نمبر ۲۰۔ بمبئی

سے طلب کرو۔

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ لیکن آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں۔ پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور آجتک پورے دس روپے کا فروخت ہوچکا ہے جس شخص نے میری اس ایجاد کا ایک دفعہ استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تشخیص کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو۔ اس کی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے۔ جو جناب روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے! روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے۔ کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا؟ کہ جناب ڈاکٹر میجر بی ناتھ صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے تک کو چمکاتا ہے۔ اور خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی طاقت سے چاق و چوبند کر کے انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں۔ تو کبھی پسپا ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ماہر ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داروں۔ سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیازانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے۔ جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قانون قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیات تریاقی کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا بھی ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں۔ ان کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق کے ہے جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر سے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا خاص اثر ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوان مرد۔ اور جوانمرد کو ممتاز اور یورپ کو صاحب [illegible] بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیا گر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنے۔

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی "روغن دافع سستی" موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمالات [illegible] اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں۔ پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معزولہ طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مردہ کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت "روغن دافع سستی" شیشی کلاں چار روپے چار آنے (للعہ) شیشی خورد دو روپے دو آنے۔ (عہ)

یہ دونوں دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کرو۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں۔ کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے

علمی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے۔ اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھکر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے دیئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے

ہدیہ فی پارہ مبلغ ایک روپیہ

نوٹ:۔ آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے آٹھ روپے (عہ/) معہ محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کرو

کارخانہ الحکم کی رعائتی کتب کا اعلان

سالانہ جلسہ کی تقریب پر کارخانہ الحکم کی قیمتی کتابوں میں جو رعائت کی گئی تھی۔ اور جملہ کتابیں نصف قیمت پر فروخت ہوئیں۔ اس سے اُن لوگوں کو فائدہ اُٹھانے کا موقعہ دینے کے لئے جو جلسہ پر نہیں آسکے۔ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ۳۱ جنوری ۱۹۱۲ء تک یہ کتابیں رعائتی قیمت پر ملیں گی۔ سوائے ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۵۔ اور مجربات نور دین جلد سوم کے

فہرست کتب

ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۲ لغایت ۲۶ فی پارہ ایک روپیہ رعائتی قیمت ۸/
حقیقت نماز مسئلہ نماز پر جامع تصنیف قیمت عہ/ رعائتی قیمت ۸/
رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء حضرت اقدس اور بزرگان قوم کی تقریروں کا مجموعہ رعائتی قیمت ۸/
تفسیر سورہ بقر رعائتی قیمت عہ/ ۱۰/
مجربات نور دین قیمت ۱۰/
رد چکڑالوی قیمت ۵/ رعائتی قیمت ۱۲/
اصلاح النظر آریوں کے رد میں رعائتی قیمت ۱۰/
ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۲ پارہ نمبر ۱۵ سورہ بنی اسرائیل اور کہف قیمت عمر/
الہامات و اشتہارات ۱۹۰۵ء قیمت ۱۰/
حضرت اقدس کی تقریر اور ایک خط قیمت ۱/

محصولڈاک بذمہ خریدار

مشتہر
خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان ضلع گورداسپور

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ بچہ اگر سُست اور پژمردہ اور بھوک کھک گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے۔ اور وہ خوش و بشاش ہو جاتا ہے۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔

ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بوئن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

الحکم
قادیان دارالامان
۱۴ فروری ۱۹۱۲ء

اسلامی تعلیم کی فلاسفی
نمبر ۳

پھر کان کے راستہ بھی اکثر میل کچیل جمع ہو جاتی ہے اس لئے انگلی کے ساتھ اس کو صاف کرنا بھی لوازمات وضو سے ہے۔ آنکھ کے کوئے اور پلکوں کے صاف کرنے کا بھی حکم ہے۔ پھر پاؤں کے تلووں کے ذریعہ بخارات نکلتے رہتے ہیں۔ ان کے دھونے سے وہ صاف رہتے اور مسام کھلے رہتے ہیں اور طبیعت بشاش اور دماغ باقاعدہ کام کرتا رہتا ہے۔ بخارات کا صعود دماغ کی طرف نہیں ہوتا۔ خدا کے لئے غور کرو۔ اور سلیم دل لیکر سوچو کیا یہ روحانی التقیت ازالہ گناہ نہیں کرتا۔

یہ تو اس کے ظاہری فوائد ہیں۔ اور ان فوائد کو مد نظر رکھکر اس حدیث کی صحت کے آگے سر جھکانا پڑتا ہے۔ اور بے اختیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر درود شریف پڑھنے کو جی چاہتا ہے کہ وہ کیسا کامل اور پاک انسان تھا۔ جس کے ہر حکم میں ایک کامل حکمت اور رحمت ہے۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ روحانی پہلو سے بھی اس کو دیکھیں۔ کیونکہ اسلام کے تمام احکام ظاہر سے باطن کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

وضو کا روحانی فلسفہ

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں یہ بھی ایک خوبی ہے جو دوسرے مذاہب سے اسلام کو ممتاز کرتی ہے۔ وضو میں بظاہر کچھ اعضائے جسمانی دھوئے جاتے ہیں۔ لیکن دراصل ان کی تہ میں ایک عجیب روحانی سر رکھا ہوا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ جب انسان اپنے ہاتھ دھوتا ہے۔ تو اس سے دراصل یہ مقصود ہوتا ہے۔ کہ اے اللہ! جیسے میں ان ہاتھوں کی ظاہری میل کچیل دور کرتا ہوں۔ اسی طرح پر تو اپنی شفقت اور رحمت کے پانی سے ان بخارات کثیفہ کو دھو ڈال جو کسی گناہ کے صدور کا موجب ہوتے ہیں۔ میرے ہاتھ کسی بدی اور برائی کے لئے نہ اٹھیں اور جو گناہ ہاتھ سے ہو چکے ہیں۔ اُن کے بد نتائج اور ثمرات سے محفوظ رکھ۔ اسی طرح جب مُنہ میں پانی ڈالتا ہے اور اسے صاف کرتا ہے۔ تو یہ غرض ہوتی ہے کہ میری زبان کو پاک صاف رکھ۔ وہ تیری حمد اور تقدیس میں کھلی رہے۔ اور کسی کی غیبت اور شکایت اور نالائم باتوں کے لئے نہ کھلے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی توفیق ملے۔ ناک میں پانی ڈال کر اسے دھوتا ہے۔ تو اس سوراخ کے ذریعے جو بدیاں ہوتی ہیں۔ اور ناک کے خیال سے جو رسومات بد ہوتی ہیں۔ جن سے کتاب اللہ پس پشت ڈالی جاتی ہے۔ اُن سے محفوظ رہنے کی تمنا کرتا ہے۔ اسی طرح پر ہر عضو کے متعلق خیال کرو۔ اور وضو کے بعد کی دعا اس حقیقت کو کھول دیتی ہے۔ کہ اصل مقصود اور اصل غرض روحانی پاکیزگی اور طہارت ہے۔ پس جبکہ وضو طہارت جسمانی اور اس کے عمدہ ثمرات کا موجب اور روحانی بھلائی کا محرک ہے پھر

کیوں اس کے ذریعہ گناہ دور نہ ہوں

اب اس پر اعتراض کرنا نرے کودن کا کام ہے۔ ہم تو یہ کہیں گے کہ بیشک وضو سے گناہ دور ہوتے ہیں۔ تمہیں اگر وید یہ سکھاتا ہے کہ پاکیزگی اور طہارت جسمانی روحانی طہارت کی محرک نہیں ہوتی۔ اور اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ تو تمہیں مبارک ہو۔ ہم ایسی تعلیم کو

> بہ پشیزے نہ خریم

پاخانے میں جانے کی دعا

پھر مسافر نے وضو پر اعتراض کرنے کے بعد پاخانہ میں جانے کی دعا لکھی ہے۔ گویا اس پر اعتراض کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ وید ایسی پاک تعلیم سے محض عاری اور تہید ست ہے۔ اسلام کی خصوصیت جو دوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتی۔ اور جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور تقرب الی اللہ کا پتہ چلتا ہے۔ یہ بھی ہے کہ وہ تمام امور میں انسان کو روحانیت کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور کوئی تلقین آپ نے ایسی نہیں کی جس کے ساتھ روحانی تعلیم نہ ہو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دی ہے۔ وہ ایسی مستقل اور مفید ہے۔ کہ جو انسان کی زندگی کے ہر طبقہ کے لئے مفید ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے رنگ پر تعلیم دی ہے۔ کہ وحشی سے انسان اور انسان سے بااخلاق انسان اور پھر باخدا انسان بنانے میں وہ مدد دیتی ہے۔ دنیا کی دوسری مذہبی کتابوں کو پڑھ جاؤ۔ اور اخلاق کی کتابوں کو مطالعہ کرو۔ تمہیں بہت سی باتیں ملیں گی۔ جن کے متعلق بانی مذہب یا اخلاق آموز تعلیم نے کوئی اشارہ تک نہیں کیا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں یہ کمال ہے۔ کہ ہر امر کے متعلق ہدایت ملیگی۔ گمراہ مسافر پاخانے میں جانے کی دعا دیکھکر ہنسی کرتا ہے۔ اسی طرح پر جیسے ایک وحشی اور برہنہ انسان جو افریقہ کے جنگلوں میں رہتا ہو۔ ایک مہذب اور شریف انسان کو لباس پہنے ہوئے دیکھ کر ہنستا ہے۔ اور وہ اپنی برہنگی ہی کو اعلیٰ درجہ کی بات سمجھتا ہے۔ پس وہ لوگ جن کے افراد میں عورت اور مرد کی شرمگاہوں تک کی پرستش ہوتی ہو۔ جو حقیقی طہارت کے مفہوم سے کوسوں دور ہوں۔ جن کی روحانیت اور خدا پرستی کا معیار اجرام سماوی اور رب النوع سے پرے نہ ہو۔ اور اگر ہو بھی تو ایک معطل محض ہستی ان کا مقصود ہو۔ وہ اگر اسلام کی تعلیم پر ہنسی نہ اُڑائیں۔ تو کون اُڑائیگا۔

بات دور چلی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسان کے تمام شعبِ زندگی کے متعلق ایک کامل ہدایت نامہ عطا فرماتے ہیں۔ اسی ضمن میں جہاں آپ نے پیشاب۔ پاخانے کے متعلق ہدایت اور آداب تعلیم کئے۔ اس کے ساتھ ہی اس پاک اور اصلی غرض کو بھی مد نظر رکھا یعنے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلقات بڑھنے کو۔ اسی مقصد کے لئے یہ دعا آپ نے تعلیم کی۔ نادان مسافر اس پر اعتراض کرتا ہے۔ مگر وہ روحانیت کی حقیقت سے محض ناآشنا ہے۔ دعا یہ ہے اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث یعنے اے اللہ میں تجھ سے پلیدیوں اور ناپاکیوں کی پناہ چاہتا ہوں۔

غور کرو۔ کہ یہ دعا کیسی عجیب دعا ہے۔ پاخانہ ایک طبعی امر ہے۔ اور جیسا کہ اس نمبر میں میں نے بیان کیا ہے۔ طبعی گندگیوں کے دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر ایک خاص سسٹم رکھدیا ہے۔ کہیں پسینہ کے ذریعہ کہیں بول و براز کے راستہ وہ مضر صحت گندگیاں نکال رہی ہیں اب اس موقعہ پر جو دعا تعلیم کی۔ تو اس کا یہی مقصد ہے۔ کہ اے اللہ جس طرح پر تُو نے میرے اندر یہ ایک طبعی تقاضا پیدا کر دیا ہے کہ میں اس پلیدی کو باہر نکالدوں۔ ایسی ہی روحانی اور فطرت ان ناپاکیوں کو دور کرنے کے لئے پیدا کر۔ جو اخلاق فاضلہ اور روحانیت کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ اس دعا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ فطرتی اور کمال طہارت کا ثبوت ہوتا ہے۔ مگر افسوس

> ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است

پیشاب پاخانے کے عام آداب

گمراہ مسافر نے ان آداب کو بیان کیا ہے۔ جو عام طور پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب و پاخانے کے وقت تعلیم کئے ہیں۔ اور اس کی غرض ان پر استہزا ہے۔ مگر یہ نادان معترض ان آداب کے مقابلہ میں وہ آداب اور قواعد پیش نہیں کرتا۔ جو اس کو وید مقدس نے تعلیم کئے ہیں۔ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحشیوں سے انسان اور انسان سے بااخلاق انسان اور باخدا انسان بنایا ہے۔ اس لئے تمدن کے ابتدائی قواعد اور سوسائٹی کے عام آداب آپ نے تعلیم فرمائے۔ ان آداب میں پیشاب پاخانہ کیوقت منہ کرنے پر مسافر ایک حدیث کا ترجمہ دیکر کہتا ہے۔ کہ قبلہ کی طرف منہ کرنے سے منع فرمایا۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ اس میں اعتراض کی کونسی بات ہے؟ شعائر اللہ کی عظمت ضروری امر ہے علاوہ بریں پیشاب اور پاخانہ کے لئے ضروری امر ہے کہ پردہ دار جگہ ہو۔ اور یہ حکم جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا یہ جنگل اور کھلے میدانوں کے لئے ہے۔ اس میں سر یہ ہے کہ قبلہ کی طرف سے آمد و رفت کثرت سے ہوتی ہے۔ پس جو لوگ ادھر منہ یا پشت کئے ہوئے پیشاب پاخانہ کرتے ہوں۔ اُن کے ستر ظاہر ہوں گے۔ جو ایک قسم کی بے حیائی ہے۔ اس لئے یہ حکم گھروں یا اوٹ میں ساقط ہو جاتا ہے۔ اس حکم کی تہ میں محض تعلیم حیا ہے۔ وہ لوگ اس حکم کی قدر کیا کر سکتے ہیں۔ جن کے مرد تو مرد عورتیں کھلے بندوں نہروں اور دریاؤں پر مخلوق کے سامنے برہنہ ہو کر نہانے کو عیب نہیں سمجھتی ہیں۔ اور اس میں بے حیائی کے کسی حصہ کو محسوس نہیں کرتی ہیں۔

پھر اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

ایک فعل جابر بن عبد اللہ سے پیش کیا ہے۔ جس میں دکھایا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو منع کیا۔ خود قبلہ کی طرف منہ کرکے پیشاب کر رہے تھے۔ اگر گمراہ مسافر کی غرض احقاق حق ہوتا۔ تو وہ اس حدیث کے متعلق محدثین کی تنقید سے فائدہ اٹھاتا مگر اس کو اس سے کیا کام۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حکم ایسا نہیں دیا۔ جس کی آپ تعمیل کرکے نہ دکھا دی ہو۔ محدثین نے جابر بن عبد اللہ کی حدیث کو اصول محدثین پر پرکھا ہے اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہیں۔ کہ یہ حدیث ابن لھیعہ نام راوی سے روایت ہوئی ہے۔ اور یہ راوی ضعیف تسلیم کیا گیا ہے۔ علاوہ بریں شارحین حدیث یہ بھی کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ کسی عذر کی وجہ سے ہو۔ اور یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ تاریخی سند اس بارہ میں کیا ہے۔ کہ ممانعت کی حدیث اس کے بعد کی نہ ہو۔

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا گمراہ مسافر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث لکھی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم سے روایت کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے۔ تو تم اس کی تصدیق نہ کرو۔ اس کی تائید مزید حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ کہ حذیفہؓ روایت کی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کی اروڑی پر کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ اور اس طرح پر بقول مسافر آپ کے قول اور فعل میں تناقض ہے۔

اما الجواب۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کامل مزکی ہیں۔ اور آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ والرجز فاھجر۔ اس لئے آپ نے جو تعلیم بھی دی ہے۔ اس میں طہارت اور نظافت کے اصول کو زیر نظر رکھا ہے۔ مسافر اس پاکیزگی کو کیا سمجھ سکتا ہے۔ جس کے ہاں اس کے متعلق کوئی ہدایت ہی نہ ہو۔ اور جو پیشاب کرنے کے بعد صفائی اور طہارت کو جانتا بھی نہ ہو۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے چھینٹیں اڑ کر کپڑوں کو ناپاک کرتی ہیں۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا اصل تعلیم فرمایا۔ جو اس نجاست سے محفوظ رکھے۔ علاوہ بریں کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پیشاب کرنے میں بلحاظ حیا بھی فرق ہے۔ بہرحال آپ نے بیٹھ کر پیشاب کرنے کی ہدائت فرمائی۔ اور جو آپ کا ایک فعل ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ ایک روڑی پر آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ اس فعل نے مسافر پر وہی اثر کیا۔ جو زادتھم رجساً علی رجسہم کی مصداق قوم پر ہوا کرتا ہے۔ کیا مسافر نہیں جانتا کہ ہر قانون الہیہ میں بعض اوقات استثنے ہوتا ہے۔

اسلامی نماز میں وضو ایک ضروری چیز ہے۔ مگر بعض حالتوں میں وضو ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اس کی جگہ تیمم سے کام لیا جاتا ہے۔ اور نماز کے ارکان سجدہ اور رکوع وغیرہ بھی اشارات محض سے ادا کر لئے جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احکام کے متعلق کچھ رخصتیں بھی ہوتی ہیں۔ جو عذرات شدیدہ کے ماتحت ہوتی ہیں۔ پس نادان مسافر کو کیوں یہ سمجھ نہیں آتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل کسی عذر کے نیچے تھا۔

شارحین حدیث نے اس پر بہت کچھ لکھا ہے۔ اول۔ وہ جگہ ایسی تھی۔ کہ بیٹھنے کو موقع نہ تھا۔ دوم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو درد صلب کی شکائت تھی اور عربوں میں یہ دستور تھا۔ کہ اگر کسی کو درد صلب ہو۔ تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اس کا علاج تھا۔ پس اس صورت میں یہ اعتراض محض شرارت کی راہ سے کیا گیا ہے۔ اگر نیت نیک ہوتی تو مسافر تمام واقعات کو یکجائی نظر سے دیکھتا۔

استنجے کے تین ڈھیلے پھر مسافر نے اس حدیث کو پیش کیا ہے۔ کہ تین ڈھیلوں سے استنجا کرے۔ اور گوبر یا ہڈیوں سے استنجا نہ کرے۔ گوبر یا ہڈی سے منع کرنے میں جو حکمت ہے۔ وہ ظاہر امر ہے۔ گوبر سے ازالہ نجاست نہیں ہو سکتا۔ اور ہڈی اور کوئلہ سے خراش پیدا ہو کر کسی زخم کا اندیشہ ہوتا ہے۔ مٹی میں ایک قوت جاذبہ ہوتی ہے۔ جو نجاست کو دور کر دیتی ہے۔ اور تین ڈھیلے تو محض اس لئے کہ تا ازالہ نجاست بخوبی ہو جاوے۔

ہاتھ کی رات پھر مسافر نے اس حدیث کو لکھا ہے کہ جب کوئی تم میں سے سو کر اٹھے۔ تو جب تک وہ اپنے ہاتھ کو دھو نہ لے کسی برتن میں نہ ڈالے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گذاری۔ ہم نہیں سمجھتے کہ یہ پاک تعلیم اس کو کیوں بری معلوم ہوئی۔ مسافر کو تو اپنے پچھلے جنم کے حالات بھی معلوم نہیں۔ باوجودیکہ روح کی صفات میں سے علم بھی ہے۔ پھر کیا رات کو اسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوتے کی حالت میں اس کا ہاتھ کہاں کہاں پڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں وہی ایک اصل طہارت اور پاکیزگی کا برابر کام کر رہا ہے۔ کوئی بتائے کہ اس میں برا کیا ہوا۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا۔ کہ سوتے سے اٹھ کر ہاتھ کو دو تین مرتبہ دھو لینے کے بعد برتن میں ڈالو۔ نظافت پسند تو اس حکم پر قربان ہو جائیں گے۔ البتہ جن کی فطرت میں خباثت ہو۔ انہیں یہ ضرور برا معلوم ہوگا۔

(باقی انشاء اللہ العزیز آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان

از دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ نمبر ۳۸۶ مورخہ ۱۹۱۲ء

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ذیل کا اعلان درج اخبار فرما کر مشکور فرماویں۔

اعلان

اس سے پہلے بھی احباب کو اطلاع دی گئی تھی۔ کہ جلسہ سالانہ یا مباحثہ کے لئے پہلے یہاں سے دریافت کرکے انتظام ہونا چاہیئے مگر اب تک عموماً یہی طریق برتا جاتا ہے۔ کہ بجائے خود ایک فیصلہ کرکے سب کچھ کرا لیتے ہیں۔ حتی کہ مباحثات میں شرائط بھی خود طے کر لیتے ہیں۔ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں درخواست بھیجتے ہیں کہ فلاں تاریخ اس قدر واعظ یا لیکچرار یا مباحثہ کرنے والے پہنچ جانے چاہئیں لہذا سب احباب کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ جہاں احباب کسی جلسہ کی ضرورت سمجھیں۔ تو پہلے بوساطت دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان اس کی اجازت حضرت خلیفۃ المسیح سے لے لیں۔ دفتر سکرٹری کی معرفت ایسی درخواستیں آنے میں یہ فائدہ رہیگا۔ کہ اوقات مقررہ تک ضروری آدمی فارغ ہو سکیں گے۔

محمد علی
سکرٹری

مژدہ ہدیہ پیغمبری

یعنی

تفسیر مظہری

مصنفہ حافظ قاضی محمد ثناء اللہ صاحب پانی پتی

یہ امر تو مسلمہ ہے۔ کہ بہترین مفسر معانی اسرار قرآنی نبی صلعم ہیں۔ جبکہ اس تفسیر میں ہر آئت کی تفسیر آیات و احادیث و آثار سے ہی کی گئی ہے۔ تو یہی تفسیر بہترین تفسیر ہے۔ قاضی صاحب کو بوجہ اُن کے کمال تبحر کے اُن کے پیر صاحب علیہ الرحمۃ بلقب علم الھدی اور شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی بلقب بیہقی ثانی فرمایا کرتے تھے۔ ۱۳۰۵ء میں مولوی رکن الدین صاحب حصاری نے ابتدائی چار سورتیں چھپوائیں۔ اس لئے اب پانچویں سورت مائدہ سے چھپوائی جا رہی ہے۔ اور یہ سورت والناس تک مسلسل چھپ کر انشاء اللہ ابتدائی چار سورتیں بھی چھپوائی جائیں گی۔ یہ تفسیر بے نظیر ابتک اس لئے طبع نہ ہوئی۔ کہ اس کے صرف پانچ ہی نسخہ جات قلمی ہند و بیرون ہند میں ہیں مختصر مضامین تفسیر یہ ہیں۔ شان نزول آیات۔ تفسیر ہر آیت با حادیث مع تنقید رواۃ۔ تطبیق آیات با آیات۔ مذاہب قراء سبعہ۔ بیان مقطعات و محکمات۔ بیان ناسخ و منسوخ تفقہ صحابہ کرام۔ سرایا و غزوات و قصص احسنہ۔ نکات تصوف۔ تردید مذاہب معتزلہ وغیرہ۔ معجزات انبیاء کرام۔ مذاہب آئمہ حنفی شافعی حنبلی۔ مالکی۔ فقہی مسائل عبادات و معاملات۔ وظائف بادعیہ آیات و احادیث۔ بیان کہانت و نجوم و فلسفہ وغیرہ فضائل علوم ظاہری و باطنی مع ترجیح علوم باطنی و ذکر خفی مذہب منافقت و بدعت۔ ثبوت خلافت با آیات و احادیث و اسماء الہی و انبیاء و سور وضاحت اشارات قرآنی و خفیات قرآنی۔ ابحاث صرفی و نحوی و لغوی تضعیف روایات رطب یابس۔ فہرست مضامین جداگانہ جلد ہے قیمت سورہ مائدہ و انعام و اعراف ڈیڑھ روپیہ (عـہ) ہے۔ منگانے کا پتہ۔ سید محمد یامین۔ کمبوہ دروازہ میرٹھ

ایک فعل جابر بن عبداللہ سے پیش کیا ہے۔ جس میں دکھایا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو منع کیا۔ خود قبلہ کی طرف منہ کرکے پیشاب کر رہے تھے۔ اگر گمراہ مسافر کی غرض احقاق حق ہوتا۔ تو وہ اس حدیث کے متعلق محدثین کی تنقید سے فائدہ اُٹھاتا مگر اس کو اس سے کیا کام۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حکم ایسا نہیں دیا۔ جس کی آپؐ تعمیل کرکے نہ دکھادی ہو۔ محدثین نے جابر بن عبداللہ کی حدیث کو اصول محدثین پر پرکھا ہے اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہیں۔ کہ یہ حدیث ابن لہیعہ نام راوی سے روایت ہوئی ہے۔ اور یہ راوی ضعیف تسلیم کیا گیا ہے۔ علاوہ بریں شارحین حدیث یہ بھی کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ کسی عذر کی وجہ سے ہو۔ اور یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ تاریخی سند اس بارہ میں کیا ہے۔ کہ ممانعت کی حدیث اس کے بعد کی نہ ہو۔

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا گمراہ مسافر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث لکھی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم سے روایت کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے۔ تو تم اس کی تصدیق نہ کرو۔ اس کی تائید مزید حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ کہ حذیفہ نے روایت کی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کی اروڑی پر کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ اور اس طرح بقول مسافر آپؐ کے قول اور فعل میں تناقض ہے۔

اما الجواب۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کامل مزکی ہیں۔ اور آپؐ کو حکم دیا گیا ہے۔ والرجز فاھجر۔ اس لئے آپؐ نے جو تعلیم بھی دی ہے۔ اس میں طہارت اور نظافت کے اصول کو زیر نظر رکھا ہے۔ مسافر اس پاکیزگی کو کیا سمجھ سکتا ہے۔ جس کے ہاں اس کے متعلق کوئی ہدایت ہی نہ ہو۔ اور جو پیشاب کرنے کے بعد صفائی اور طہارت کو جانتا بھی نہ ہو۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے چھینٹیں اُڑ کر کپڑوں کو ناپاک کرتی ہیں۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا اصل تعلیم فرمایا۔ جو اس نجاست سے محفوظ رکھے۔ علاوہ بریں کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پیشاب کرنے میں بلحاظ حیا بھی فرق ہے۔ بہرحال آپؐ نے بیٹھ کر پیشاب کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اور جو آپؐ کا ایک فعل ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ ایک روڑی پر آپؐ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ اس فعل نے مسافر پر وہی اثر کیا۔ جو فزادتهم رجساً علیٰ رجسهم کی مصداق قوم پر ہوا کرتا ہے۔ کیا مسافر نہیں جانتا کہ ہر قانون اور ہدایت میں بعض اوقات استثنے ہوتا ہے۔

اسلامی نماز میں وضو ایک ضروری چیز ہے۔ مگر بعض حالتوں میں وضو ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اس کی جگہ تیمم سے کام لیا جاتا ہے۔ اور نماز کے ارکان سجدہ اور رکوع وغیرہ بھی اشارات محض سے ادا کر لئے جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احکام کے متعلق کچھ رخصتیں بھی ہوتی ہیں۔ جو عذرات شدیدہ کے ماتحت ہوتی ہیں۔ پس نادان مسافر کو کیوں یہ سمجھ نہیں آتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل کسی عذر سے نہیں تھا۔

شارحین حدیث نے اس پر بہت کچھ لکھا ہے۔ اوّل۔ وہ جگہ ایسی تھی۔ کہ بیٹھنے کو موقع نہ تھا۔ دوم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو درد صلب کی شکایت تھی اور عربوں میں یہ دستور تھا۔ کہ اگر کسی کو درد صلب ہو۔ تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اس کا علاج تھا۔ پس اس صورت میں یہ اعتراض محض شرارت کی راہ سے کیا گیا ہے۔ اگر نیت نیک ہوتی تو مسافر تمام واقعات کو یکجائی نظر سے دیکھتا۔

استنجے کے تین ڈھیلے پھر مسافر نے اس حدیث کو پیش کیا ہے۔ کہ تین ڈھیلوں سے استنجا کرے۔ اور گوبر یا ہڈیوں سے استنجا نہ کرے۔ گوبر یا ہڈی سے منع کرنے میں جو حکمت ہے۔ وہ ظاہر امر ہے۔ گوبر سے ازالہ نجاست نہیں ہو سکتا۔ اور ہڈی اور کوئلہ سے خراش پیدا ہو کر کسی زخم کا اندیشہ ہوتا ہے۔ مٹی میں ایک قوت جاذبہ ہوتی ہے۔ جو نجاست کو دور کر دیتی ہے۔ اور تین ڈھیلے تو محض اس لئے کہ تا ازالہ نجاست بخوبی ہو جاوے۔

ہاتھ کی رات پھر مسافر نے اس حدیث کو لکھا ہے کہ جب کوئی تم میں سے سو کر اُٹھے۔ تو جب تک وہ اپنے ہاتھ کو دھو نہ لے کسی برتن میں نہ ڈالے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گذاری۔ ہم نہیں سمجھتے کہ یہ نیک تعلیم اس کو کیوں بُری معلوم ہوئی۔ مسافر کو تو اپنے پچھلے جنم کے حالات بھی معلوم نہیں۔ باوجودیکہ روح کی صفات میں سے علم بھی ہے۔ پھر کیا رات کو اسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوتے کی حالت میں اس کا ہاتھ کہاں کہاں پڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں یہی ایک اصل طہارت اور پاکیزگی کا برابر کام کر رہا ہے۔ کوئی بتائے کہ اس میں بُرا کیا ہوا۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا۔ کہ سوتے سے اُٹھ کر ہاتھ کو دو تین مرتبہ دھو لینے کے بعد برتن میں ڈالو۔ نظافت پسند تو اس حکم پر قربان ہو جائیں گے۔ البتہ جن کی فطرت میں خباثت ہو۔ اُنہیں یہ ضرور بُرا معلوم ہوگا۔

(باقی انشاء اللہ العزیز آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان

از دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ نمبر ۳۸۶ مورخہ ۱۹۱۲ء

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ذیل کا اعلان درج اخبار فرما کر مشکور فرماویں۔

اعلان

اس سے پہلے بھی احباب کو اطلاع دی گئی تھی۔ کہ جلسہ سالانہ یا مباحثہ کے لئے پہلے یہاں سے دریافت کرکے انتظام ہونا چاہیئے مگر اب تک عموماً یہی طریق برتا جاتا ہے۔ کہ بجائے خود ایک فیصلہ کرکے سب کچھ کر کرا لیتے ہیں۔ حتی کہ مباحثات میں شرائط بھی خود طے کر لیتے ہیں۔ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں درخواست بھیج دیتے ہیں کہ فلاں تاریخ اس قدر واعظ یا لیکچرار یا مباحثہ کرنے والے پہنچ جانے چاہئیں لہذا سب احباب کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ جہاں احباب کسی جلسہ کی ضرورت سمجھیں۔ تو پہلے بوساطت دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان اس کی اجازت حضرت خلیفۃ المسیح سے لے لیا کریں۔ دفتر سکرٹری کی معرفت ایسی درخواستیں آنے میں یہ فائدہ رہیگا۔ کہ اوقات مقررہ تک ضروری آدمی فارغ ہو سکیں گے۔

محمد علی
سکرٹری

مژدہ ہدیہ پیغمبری
یعنی
تفسیر مظہری

مصنفہ حافظ قاضی محمد ثناء اللہ صاحب پانی پتی

یہ امر تو مسلمہ ہے۔ کہ بہترین مفسر معانی اسرار قرآنی نبی معصوم ہیں۔ جبکہ اس تفسیر میں ہر آیت کی تفسیر آیات و احادیث و آثار سے ہی کی گئی ہے۔ تو یہی تفسیر بہترین تفسیر ہے۔ قاضی صاحب کو بوجہ اُن کے کمال تبحر کے اُن کے پیر صاحب علیہ الرحمۃ بلقب علم الہدیٰ اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی بلقب بیہقی ثانی فرمایا کرتے تھے۔ ۱۸۸۵ء میں مولوی رکن الدین صاحب حصاری نے ابتدائی چار سورتیں چھپوائیں۔ اس لئے اب پانچویں سورت مائدہ سے چھپوائی جارہی ہے۔ اور یہ سورت والناس تک مسلسل چھپوا کر انشاء اللہ ابتدائی چار سورتیں بھی چھپوائی جائیں گی۔ یہ تفسیر بے نظیر اب تک اس لئے طبع نہ ہوئی۔ کہ اس کے صرف پانچ ہی نسخہ جات قلمی ہند و بیرون ہند میں ہیں مختصر مضامین تفسیر یہ ہیں۔ شان نزول آیات۔ تفسیر ہر آیت با حادیث مع تنقید رواۃ۔ تطبیق آیات با آیات۔ مذاہب قرار سبعہ۔ بیان مقطعات و محکمات۔ بیان ناسخ و منسوخ تفقہ صحابہ کرام۔ سرایا و غزوات و قصص احسنہ۔ نکات تصوف۔ تردید مذاہب معتزلہ وغیرہ۔ معجزات انبیاء کرام۔ مذاہب آئمہ حنفی شافعی حنبلی۔ مالکی۔ فقہی مسائل عبادات و معاملات۔ وظائف با دعیہ آیات و احادیث۔ بیان کہانت و نجوم و فلسفہ وغیرہ فضائل علوم ظاہری و باطنی مع ترجیح علوم باطنی و ذکر خفی بہ مذہب منافقت و بدعت۔ ثبوت خلافت با آیات و احادیث و اسماء الٰہی و انبیاء و سور و وضاحت اشارات قرآنی و خفیات قرآنی۔ ابحاث صرفی و نحوی و لغوی تضعیف روایات رطب و یابس۔ فہرست مضامین ہر جلد کا نہ جدا ہوگی قیمت سورہ مائدہ و انعام و اعراف (دو روپیہ) ہے۔ ملنے کا پتہ۔ سید محمد یاسین۔ کمبوہ دروازہ میرٹھ

مختصر نوٹ

ایک خطرناک کتاب

کسی دوسری جگہ مسلم گزٹ سے ایک خطرناک کتاب "خواب وخیال" کے متعلق ایک مضمون نقل کیا گیا ہے۔ فی الواقعہ یہ کتاب مسلمانوں کی وفاداری پر ایک دل آزار حملہ ہے۔ اور اس سے مسلمانوں کو جو رنج اور دُکھ پہنچا ہے۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ مسلم لیگ کا اولین فرض تھا کہ وہ ایسی خطرناک کتاب کا پتہ لگا کر گورنمنٹ کو توجہ دلاتی مسلم گزٹ نے جو قومی خدمت اس کتاب کو زیر نوٹس لانے میں کی ہے۔ وہ ہر آئینہ قابل قدر ہے۔ اور اسوقت ضرورت ہے۔ کہ مسلم پریس اور اسلامی انجمنیں اس کتاب کے متعلق اپنی متفقہ آواز اُٹھائیں۔ اور گورنمنٹ کو توجہ دلائیں۔ گورنمنٹ کے انصاف پر ہم بھروسہ کر کے کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ آواز رائیگاں نہ جائیگی۔ اور بہت جلد اس کتاب کو نہ صرف خارج از نصاب کیا جائیگا۔ بلکہ اس کی کل کاپیاں تلف کردی جائینگی۔

اسلام پر ایک جرمن کی رائے

سٹوڈنٹ والنٹیر مشنری یونین کی کانفرنس منعقدہ لورپول میں ۵ جنوری گذشتہ کو ہیر کے ایکسیفیلڈ رکن برلن مشنری سوسائیٹی نے مسئلہ اسلام پر ایک وسیع ایڈریس دیا۔ جس میں اگرچہ مشنری جماعتوں کو اہل اسلام میں تبلیغ دین عیسوی کی سرگرم کوشش کرنے کی معمولی ترغیب دی گئی تھی۔ لیکن دین اسلام کے محاسن اور عیسائیت کے مقابلہ میں اس کے فتحمند ہونیکا بھی کھلے دل سے اعتراف کیا گیا تھا۔ ہیر ایکسنفیلڈ نے دکھایا۔ کہ "غیر مسیحی دُنیا کا ایک پانچویں سے زیادہ حصّہ مسلمان ہے اور صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جس کے سامنے تاریخ عالم کے عظیم الشان معرکوں میں عیسائیت نے شکست کھائی ہے۔ اب وقت آگیا ہے۔ کہ ہم اپنے آپ کو یہ فریب دینا چھوڑ دیں کہ اسلامی فتوحات تلوار کی وحشیانہ طاقت کے ذریعہ سے حاصل کی گئی ہیں۔

مذہبی حملوں کی مدافعت

فاضل لیکچرار نے یہ بات تسلیم کی۔ کہ انجیل کو مسلمانوں تک پہنچانے کی مسرت آمیز مستعدی کی بجائے مسیحیت پر صدیوں سے یہ خوف چھایا ہوا ہے۔ کہ کہیں اسلام کی یلغار سے وہ خود مغلوب نہ ہو جائے۔ آج کے دن اسلام میں عیسائیوں کے تبدیل مذہب سے جتنا اضافہ ہوتا ہے۔ وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ جو مسیحی مشنوں کی کوششوں سے عیسائیت میں اہل اسلام کے تبدیل ہونے سے ہوتا ہے۔ گو اسلامی دُنیا متعدد فرقوں میں منقسم ہے۔ لیکن پھر بھی یہ صحیح ہے۔ کہ اسلام ایک نہائت طاقتور اتحاد اخوت ہے۔ جو دُنیا نے کبھی دیکھی ہے۔ لیکچرار اس اتحاد کا نہائت وسیع عنصر یہ سمجھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے لئے مذہب ایک نہائت بے بہا چیز ہے۔ اور وہ کسی حالت میں اسے ترک نہیں کرنا چاہتے۔ یہ قول ہیر ایکسینفیلڈ صاحب کے صداقت اسلام کی ایک زبردست شہادت ہیں۔ جو مخالف کی زبان سے ادا ہوئی ہے۔ لیکن اہل اسلام کو صرف اپنے مذہب میں صداقت و محاسن موجود ہونے کو کافی نہ سمجھ لینا چاہیئے۔ بلکہ اپنے آپ کو سچا مسلمان بنانا چاہیئے۔ اور بذریعہ تعلیم ان شدید حملوں کی مدافعت کا انتظام کرنا چاہیئے۔ جو عیسائیت کی طرف سے مشنری کوششوں کی صورت میں اسلام پر وارد ہو رہے ہیں۔ اور جن کی طاقت روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔

سیگرٹ نوشی اور حقہ بازی

جہاں تک مجھے یاد ہے۔ سررشتہ تعلیم پنجاب کی طرف سے ایک سرکلر سیگرٹ نوشی کے خلاف مسٹر ڈبلیو بیل صاحب کے عہد ڈائرکٹری میں شائع ہوا تھا۔ اور کم و بیش اس پر عملدرآمد بھی ہوا۔ وہ سرکلر اب بھی منسوخ نہیں ہو گیا۔ مگر بدقسمتی سے سیگرٹ نوشی کا رواج ملک میں تو خیر بڑھ ہی رہا ہے۔ طلباء میں نہائت ہی خطرناک طور پر ترقی کر رہا ہے۔ اس کے اسباب میں سے فیشن کی غلامی بھی ہے۔ طالب علموں میں جب فیشن کی غلامی کے جذبات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ تو اس کے ساتھ ہی سیگرٹ نوشی بھی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ مرض قومی اور مذہبی تعلیم گاہوں میں بھی متعدی امراض کی طرح پھیلتا جاتا ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ پرواہ کم ہوتی ہے۔ اگر استاد سیگرٹ نوشی کی برائیاں طلباء کے ذہن نشین کریں۔ اور اس کے خطرناک اثروں کی تصویر ان کے سامنے رکھیں۔ تو انسانی فطرت میں یہ بات داخل ہے۔ کہ وہ مضر اشیاء سے بچنا چاہتی ہے۔ طلباء میں جو اخلاقی برائیاں بڑھ جاتی ہیں۔ اور جلق اور لواطت جیسے خوفناک امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ بھی یہی ہے کہ بوجہ حیا طلباء کو ان کے مضار سے آگاہ کرنے کی کوئی جرأت نہیں کرتا اس کے ساتھ ہی سیگرٹ نوشی طلباء کے لئے بہت مضر ہے میری رائے میں اب وقت آگیا ہے کہ درسی کتابوں میں ان بیماریوں کے متعلق مضامین کورسوں میں داخل کئے جاویں۔ اور ٹمپرنسی مضامین پر سکولوں میں وقتاً فوقتاً لیکچر ہوں۔ یہ مرض بُری طرح پھیل رہا ہے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ کوئی جگہ (شائد خالصہ سکول محفوظ ہو) اس بلا سے بچی ہوئی نہیں۔ نسبتی طور پر فرق ہو تو یہ جدا امر ہے۔ جہاں یہ بلا کم ہے۔ اگرچہ خوشی کا موجب ہے مگر تاہم اس سے اندیشہ ہے کہ اور نہ بڑھ جائے۔ ذہنی تعلیم اور دماغی چالاکیاں کچھ بھی وقعت اور حقیقت نہیں رکھتی ہیں۔ اگر اس کے ساتھ اخلاقی خوبیاں اور فضائل نہ ہوں۔ اور نہ تعلیم کا صرف اتنا ہی منشاء ہے۔ کہ لوگ پڑھ لکھ جاویں۔ خواہ اخلاقی پہلو سے وہ کتنے ہی گرے ہوئے کیوں نہ ہوں اگر کوئی ایسا خیال کرتا ہے۔ تو سخت غلطی کرتا اور تعلیمی مقاصد کی ہتک کرتا ہے۔ مگر دیکھا جاتا ہے کہ علی العموم مدرسین کے زیر نظر کورسوں کا ختم کرانا اور تعلیمی مقابلوں میں طلباء کا کامیاب کرادینا ہی اصل مقصود رہ گیا ہے۔ ابتدائی تعلیم میں اگر اخلاقی تربیت کو خصوصیت سے مدنظر رکھا جاوے۔ تو اس کی تعلیمی قابلیت اور قویٰ کے نشوونما کے ساتھ ساتھ اس کی اخلاقی حسیں تیز ہونے لگیں۔ اخبارات میں بھی ملکی مضامین تو کثرت سے نکلتے ہیں مگر اخلاقی مضامین ہوتے ہی نہیں۔ اور اگر کوئی لکھتا بھی ہے۔ تو مذاق ایسا بگاڑ دیا گیا ہے۔ کہ لوگ پسند نہیں کرتے۔ مدرسوں میں ٹیچرز گائیڈ جیسے رسالے علی العموم آنے چاہئیں۔ اور اخبارات کو بھی اپنے کالم اخلاقی مضامین کے لئے وقف کرنے چاہئیں جن سکولوں کے ساتھ بورڈنگ ہوس ہیں۔ وہاں کے سپرنٹنڈنٹوں کو خصوصیت سے ان امور کی نگرانی کرنی چاہیئے۔ کہ ان کے احاطہ بورڈنگ میں کوئی شخص خواہ وہ چپڑاسی یا مزدور ہی کیوں نہ ہو حقہ نوشی اور سیگرٹ نوشی نہ کرے۔ اور طلباء کو کم از کم آدھ گھنٹہ روزانہ اخلاقی درس دینا چاہیئے۔ میں اس خصوص میں اپنے مدرسہ تعلیم الاسلام کے بورڈنگ ہوس کے ٹیوٹر مکرمی محمد اکبر شاہ خان صاحب کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ وہ اپنے فرائض میں اس امر کو داخل سمجھتے ہیں۔ کہ لڑکوں کو قرآن مجید کا بھی روزانہ درس وہ دیتے ہی ہیں۔ اور اس کے ساتھ احیاء العلوم یا کیمیا سعادت وغیرہ اخلاقی کتب میں سے بھی ہر روز درس دیتے رہتے ہیں۔ اگر دوسرے لوگ بھی ان کی اس خصوص میں تقلید کریں۔ تو بہت ہی بہتر ہو۔ اس لئے کہ ہمارا مدرسہ جس خصوص میں ممتاز ہونا چاہیئے۔ وہ اس کی اخلاقی اور مذہبی عملی حالت ہے۔ اس کی تعلیمی قابلیت یا ورزشی کمالات کا اعلیٰ معیار بعد میں ہے۔ میں اس نقص کو چھپا نہیں سکتا۔ کہ سیگرٹ نوشی کی بلا یہاں کے بعض طلباء کو بھی لگی ہوئی ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ وہ اسے باہر سے لیکر آئے ہیں۔ مگر یہاں آکر اس کا باقی رہنا تعریف کے قابل نہیں ہو سکتا۔ امید ہونی چاہیئے۔ کہ اس بلا کو بائیکاٹ کیا جائے گا۔

کیا کریں؟

از واحدی

کچھ شک نہیں کہ پُرجوش تقریریں اور تحریریں افراد قوم میں حس پیدا کرنے اور روح پھونکنے کے لئے بڑی لازمی چیزیں ہیں۔ لیکن جب ان کا حقیقی اور مفید اثر نہ دیکھا جائے۔ دل مطمئن نہیں ہو سکتا۔ آج کل مسلم پریس کی چیخ پکار اور سچے ہادیوں کی متفقہ آواز نے جنوب سے شمال اور مشرق سے مغرب تمام ہندوستان کے کلمہ گوؤں میں ایک حرکت۔ سنسناہٹ اور جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ مگر کوئی معقول نتیجہ جو مترتب ہوا ہو۔ ہمیں نظر نہیں آتا۔ دل ہی دل میں کڑھنے سے کیا حاصل ہے۔ رو رو کر آنکھیں سُجانے سے کیا فائدہ؟ غور کرنا چاہیئے کہ ہماری یہ حالت کس سبب سے ہو گئی۔ ہم پر چاروں طرف سے یہ ذلت اور مسکنت کا پہاڑ کیوں ٹوٹ پڑا ہے۔ دُنیا کے کسی کونے میں مسلمانوں کو چین نہیں۔ زوال کو کمال ہو گیا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ سب ہمارے ہی کئے ہوئے کرتوت ہیں۔ ہم نے خدا کی اطاعت ترک کر دی۔ خدا ہمیں سزا دے رہا ہے۔ اب بھی اگر ہم اس کی طرف رجوع کریں۔ اس کے احکام کی تعمیل پر تیار ہو جائیں۔ تو وہ بڑا غفور الرحیم ہے۔ کسی کی کیا طاقت ہے کہ ہمارے آگے سر اُٹھا سکے۔ ہم بلقانیوں اور ہوائی جہازوں کو کیا سمجھتے ہیں۔ ہماری ہمت کے آگے توپ کی کچھ ہستی نہیں۔ المختصر ہمیں آپ ہی آپ گھُلنے اور کوٹھوں پر لوٹنے کے بدلے خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیئے۔ توبہ کرنی چاہیئے اس کے سامنے گڑگڑانا چاہیئے کہ بار الٰہا! ہم نے اپنے اعمال سے اپنے تئیں تباہ و برباد کر لیا

مختصر نوٹ

ایک خطرناک کتاب کسی دوسری جگہ مسلم گزٹ سے ایک خطرناک کتاب "خواب و خیال" کے متعلق ایک مضمون نقل کیا گیا ہے۔ فی الواقعہ یہ کتاب مسلمانوں کی وفاداری پر ایک دل آزار حملہ ہے۔ اور اس سے مسلمانوں کو جو رنج اور دُکھ پہنچا ہے۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ مسلم لیگ کا اولین فرض تھا کہ وہ ایسی خطرناک کتاب کا پتہ لگا کر گورنمنٹ کو توجہ دلاتی مسلم گزٹ نے جو قومی خدمت اس کتاب کو زیر نوٹس لانے میں کی ہے۔ وہ ہر آئینہ قابل قدر ہے۔ اور اسوقت ضرورت ہے کہ مسلم پریس اور اسلامی انجمنیں اس کتاب کے متعلق اپنی متفق آواز اٹھائیں۔ اور گورنمنٹ کو توجہ دلائیں۔ گورنمنٹ کے انصاف پر ہم بھروسہ کرکے کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ آواز رائیگاں نہ جائیگی۔ اور بہت جلد اس کتاب کو نہ صرف خارج از نصاب کیا جائیگا۔ بلکہ اس کی کل کاپیاں تلف کردی جائینگی۔

اسلام پر ایک جرمن کی رائے سٹوڈنٹ والنٹیر مشنری یونین کی کانفرنس منعقدہ لورپول میں ۵ جنوری گذشتہ کو ہیر ایکسیفیلڈ رکن برلن مشنری سوسائیٹی نے مسئلہ اسلام پر ایک وقیع ایڈریس دیا۔ جس میں اگرچہ مشنری جماعتوں کو اہل اسلام میں تبلیغ دین عیسوی کی سرگرم کوشش کرنے کی معمولی ترغیب دی گئی تھی۔ لیکن دین اسلام کے محاسن اور عیسائیت کے مقابلہ میں اس کے فتحمند ہونیکا بھی کھلے دل سے اعتراف کیا گیا تھا۔ ہیر ایکسنفیلڈ نے دکھایا۔ کہ غیر مسیحی دُنیا کا ایک پانچویں سے زیادہ حصہ مسلمان ہے اور صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جس کے سامنے تاریخ عالم کے عظیم الشان معرکوں میں عیسائیت نے شکست کھائی ہے۔ اب وقت آگیا ہے۔ کہ ہم اپنے آپ کو یہ فریب دینا چھوڑ دیں۔ کہ اسلامی فتوحات تلوار کی وحشیانہ طاقت کے ذریعہ سے حاصل کی گئی ہیں۔

مذہبی حملوں کی مدافعت فاضل لیکچرار نے یہ بات تسلیم کی۔ کہ انجیل کو مسلمانوں تک پہنچانے کی مسرت آمیز مستعدی کی بجائے مسیحیت پر صدیوں سے یہ خوف چھایا ہوا ہے۔ کہ کہیں اسلام کی یلغار سے وہ خود مغلوب نہ ہو جائے۔ آج کے دن اسلام میں عیسائیوں کے تبدیل مذہب سے جتنا اضافہ ہوتا ہے۔ وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ جو مسیحی مشنوں کی کوششوں سے عیسائیت میں اہل اسلام کے تبدیل ہونے سے ہوتا ہے۔ گو اسلامی دُنیا متعدد فرقوں میں منقسم ہے۔ لیکن پھر بھی یہ صحیح ہے۔ کہ اسلام ایک نہائت طاقتور اتحاد اخوت ہے۔ جو دُنیا نے کبھی دیکھی ہے۔ لیکچرار اس اتحاد کا نہائت وقیع عنصر یہ سمجھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے لئے مذہب ایک نہائت بے بہا چیز ہے۔ اور وہ کسی حالت میں اسے ترک نہیں کرنا چاہتے۔ یہ قول ہیر ایکسینفیلڈ صاحب کے صداقت اسلام کی ایک زبردست شہادت ہیں۔ جو مخالف کی زبان سے ادا ہوئی ہے۔ لیکن اہل اسلام کو صرف اپنے مذہب میں صداقت و محاسن موجود ہونے کو کافی نہ سمجھ لینا چاہئیے۔ بلکہ اپنے آپ کو سچا مسلمان بنانا چاہئیے۔ اور بذریعہ تعلیم ان شدید حملوں کی مدافعت کا انتظام کرنا چاہئیے۔ جو عیسائیت کی طرف سے مشنری کوششوں کی صورت میں اسلام پر وارد ہو رہے ہیں۔ اور جن کی طاقت روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔

سگرٹ نوشی اور حقہ بازی جہاں تک مجھے یاد ہے۔ رشتہ تعلیم پنجاب کی طرف سے ایک سرکلر سگرٹ نوشی کے خلاف مسٹر ڈبلیو بیل صاحب کے عہد ڈائرکٹری میں شائع ہوا تھا۔ اور کم و بیش اس پر عملدرآمد بھی ہوا۔ وہ سرکلر اب بھی منسوخ نہیں ہو گیا۔ مگر بدقسمتی سے سگرٹ نوشی کا رواج ملک میں تو خیر بڑھ ہی رہا ہے۔ طلباء میں نہائت ہی خطرناک طور پر ترقی کر رہا ہے۔ اس کے اسباب میں سے فیشن کی غلامی بھی ہے۔ طالب علموں میں جب فیشن کی غلامی کے جذبات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ تو اس کے ساتھ ہی سگرٹ نوشی بھی شروع ہوجاتی ہے۔ یہ مرض قومی اور مذہبی تعلیم گاہوں میں بھی متعدی امراض کی طرح پھیلتا جاتا ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ پرواہ کم ہوتی ہے۔ اگر استاد سگرٹ نوشی کی برائیاں طلباء کے ذہن نشین کریں۔ اور اس کے خطرناک اثروں کی تصویر ان کے سامنے رکھیں۔ تو انسانی فطرت میں یہ بات داخل ہے۔ کہ وہ مضر اشیاء سے بچنا چاہتی ہے۔ طلباء میں جو اخلاقی برائیاں بڑھ جاتی ہیں۔ اور جلق اور لواطت جیسے خوفناک امراض پیدا ہوجاتے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ بھی یہی ہے کہ بوجہ حیا طلباء کو ان کے مضار سے آگاہ کرنے کی کوئی جرأت نہیں کرتا اس کے ساتھ ہی سگرٹ نوشی طلباء کے لئے بہت مضر ہے میری رائے میں اب وقت آگیا ہے کہ درسی کتابوں میں ان بیماریوں کے متعلق مضامین کورسوں میں داخل کئے جاویں۔ اور ضمنی مضامین پر سکولوں میں وقتاً فوقتاً لیکچر ہوں۔ یہ مرض بُری طرح پھیل رہا ہے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ کوئی جگہ (شاید خالصہ سکول محفوظ ہو) اس بلا سے بچی ہوئی نہیں۔ نسبتی طور پر فرق ہو تو یہ جدا امر ہے۔ جہاں یہ بلا کم ہے۔ اگرچہ خوشی کا موجب ہے مگر تاہم اس سے اندیشہ ہے کہ اور نہ بڑھے۔ ذہنی تعلیم اور دماغی چالاکیاں کچھ بھی وقعت اور حقیقت نہیں رکھتی ہیں۔ اگر اس کے ساتھ اخلاقی خوبیاں اور فضائل نہ ہوں۔ اور نہ تعلیم کا صرف اتنا ہی منشا ہے۔ کہ لوگ پڑھ لکھ جاویں۔ خواہ اخلاقی پہلو سے وہ کتنے ہی گرے ہوئے کیوں نہ ہوں اگر کوئی ایسا خیال کرتا ہے۔ تو سخت غلطی کرتا اور تعلیمی مقاصد کی ہتک کرتا ہے۔ مگر دیکھا جاتا ہے۔ کہ علی العموم مدرسین کے زیر نظر کورسوں کا ختم کرانا اور تعلیمی مقابلوں میں طلباء کا کامیاب کرا دینا ہی اصل مقصود رہ گیا ہے۔ ابتدائی تعلیم میں اگر اخلاقی تربیت کو خصوصیت سے مدنظر رکھا جاوے۔ تو اس کی تعلیمی قابلیت اور قویٰ کے نشو و نما کے ساتھ ساتھ اس کی اخلاقی حسیں تیز ہونے لگیں۔ اخبارات میں بھی ملکی مضامین تو کثرت سے نکلتے ہیں مگر اخلاقی مضامین ہوتے ہی نہیں۔ اور اگر کوئی لکھتا بھی ہے۔ تو مذاق ایسا بگاڑ دیا گیا ہے۔ کہ لوگ پسند نہیں کرتے۔ مدرسوں میں ٹمپرنس گائیڈ جیسے رسالے علی العموم آنے چاہئیں۔ اور اخبارات کو بھی اپنے کالم اخلاقی مضامین کے لئے وقف کرنے چاہئیں جن سکولوں کے ساتھ بورڈنگ ہوس ہیں۔ وہاں کے سپرنٹنڈنٹوں کو خصوصیت سے ان امور کی نگرانی کرنی چاہئیے۔ کہ ان کے احاطہ بورڈنگ میں کوئی شخص خواہ وہ چپڑاسی یا مہرہ وغیرہ ہی کیوں نہ ہو حقہ نوشی اور سگرٹ نوشی نہ کرے۔ اور طلباء کو کم از کم آدھ گھنٹہ روزانہ اخلاقی درس دینا چاہئیے۔ میں اس خصوص میں اپنے مدرسہ تعلیم الاسلام کے بورڈنگ ہوس کے ٹیوٹر مکرمی محمد اکبر شاہ خان صاحب کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ وہ اپنے فرائض میں اس امر کو داخل سمجھتے ہیں۔ کہ لڑکوں کو قرآن مجید کا بھی روزانہ درس وہ دیتے ہی ہیں۔ اور اس کے ساتھ احیاء العلوم یا کیمیا سعادت وغیرہ اخلاقی کتب میں سے بھی ہر روز درس دیتے رہتے ہیں۔ اگر دوسرے لوگ بھی ان کی اس خصوص میں تقلید کریں۔ تو بہت ہی بہتر ہو۔ اس لئے کہ ہمارا مدرسہ جس خصوص میں ممتاز ہونا چاہئیے۔ وہ اس کی اخلاقی اور مذہبی عملی حالت ہے۔ اس کی تعلیمی قابلیت یا ورزشی کمالات کا اعلیٰ معیار بعد میں ہے۔ میں اس نقص کو [illegible] نہیں سکتا۔ کہ سگرٹ نوشی کی بلا یہاں کے بعض طلباء کو بھی لگی ہوئی ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ وہ اسے باہر سے لیکر آئے ہیں۔ مگر یہاں آکر اس کا باقی رہنا تعریف کے قابل نہیں ہو سکتا۔ امید ہونی چاہئیے۔ کہ اس بلا کو بائیکاٹ کیا جائے گا۔

کیا کریں؟ از واحدی کچھ شک نہیں کہ پُرجوش تقریریں اور تحریریں افراد قوم میں حس پیدا کرنے اور روح پھونکنے کے لئے بڑی لازمی چیزیں ہیں۔ لیکن جب ان کا حقیقی اور مفید اثر دیکھا جائے۔ دل مطمئن نہیں ہو سکتا۔ آج کل مسلم پریس کی چیخ پکار اور سچے ہادیوں کی متفقہ آواز نے جنوب سے شمال اور مشرق سے مغرب تمام ہندوستان کے کلمہ گوؤں میں ایک حرکت۔ سنسناہٹ اور جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ مگر کوئی معقول نتیجہ جو مترتب ہوا ہو۔ ہمیں نظر نہیں آتا۔ دل ہی دل میں کڑھنے سے کیا حاصل ہے۔ رو رو کر آنکھیں سُجانے سے کیا فائدہ؟ غور کرنا چاہئیے کہ ہماری یہ حالت کس سبب سے ہوگئی۔ ہم پر چاروں طرف سے یہ ذلت اور مسکنت کا پہاڑ کیوں ٹوٹ پڑا ہے۔ دُنیا کے کسی کونے میں مسلمانوں کو بیٹھے چین نہیں۔ زوال کو کمال ہو گیا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ سب ہمارے ہی کئے ہوئے کرتوت ہیں۔ ہم نے خدا کی اطاعت ترک کردی۔ خدا ہمیں سزا دے رہا ہے۔ اب بھی اگر ہم اس کی طرف رجوع کریں۔ اس کے احکام کی تعمیل پر تیار ہو جائیں۔ تو وہ بڑا غفور الرحیم ہے۔ کسی کی کیا طاقت ہے کہ ہمارے آگے سر اُٹھا سکے۔ ہم بلونوں اور ہوائی جہازوں کو کیا سمجھتے ہیں۔ ہماری ہمت کے آگے توپ کی کچھ ہستی نہیں۔ المختصر ہمیں آپ ہی آپ کڑھنے اور کوٹھوں پر لوٹنے کے بدلے خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئیے۔ توبہ کرنی چاہئیے اس کے سامنے گڑگڑانا چاہئیے کہ بار الٰہا! ہم نے اپنے اعمال سے اپنے تئیں تباہ و برباد کر لیا

توفیق دے کہ ہم دوبارہ تیرے نام کے متوالے بن جائیں نمازیں پڑھیں۔ روزے رکھیں۔ اور قرآن و حدیث کے ہر حکم کے لئے پوری تندہی اور مستعدی سے تیار رہیں ✤

ہوا کا رُخ

ہمعصر المنیر جھنگ رقمطراز ہے:۔

غریب بھائیو! خبردار ہو جاؤ۔ امیروں کی امیدیں رہنے دو۔ کچھ کرنا ہے تو خود کرو۔ سرور کائنات فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں خود بھی غریب ہوں اور غریبوں ہی کا مجھے فخر ہے۔ غریبوں ہی سے دین شروع ہوا۔ اور آخر الامر غریبوں ہی میں رہجائیگا۔ امیروں کا آسرا چھوڑ دو۔ خدا پر بھروسہ کرو۔ امیر تمہیں کہیں کا نہ رہنے دیں گے۔ اگر کچھ کرنا ہے تو خود کرو۔ سب سے پہلے کوشش کرو کہ تم پر قرون اولیٰ کی برکات کا جلوہ پڑے۔ تاکہ تمہارے دین و دُنیا کے کام آسان ہوں۔ روٹی کی فکر خود کرو۔ پڑھنے پڑھانے کا ذمہ خود اُٹھاؤ۔ مسجدوں کو خود سنبھالو۔ کیوں ایسے ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہے ہو۔ تم غریب اور تھوڑے پڑھے ہوئے نہیں ہو۔ بلکہ قرون اولیٰ کے مقابلہ پر تم بڑے مالدار اور بہت کچھ پڑھے ہوئے ہو۔ زیادہ رزق اور زیادہ علم سے کچھ نہیں بنیگا۔ جب تک اندرونی حالت سنوارنے اور اخلاقی قوت پیدا کرنے کی کوشش نہ کروگے۔ بتاؤ۔ قرون اولیٰ کے بزرگوں کے پاس وہ ایسی کونسی چیز تھی۔ جو تمہارے پاس نہیں ناحق غریب اور بے عقل بن رہے ہو۔ غریبی دل کی ہوتی ہے۔ دلوں کو تونگر کرو۔ وہ امیر جو تمہارے دوش بدوش کھڑے ہو کر نماز پڑھنے یا السلام علیکم کا سیدھے منہ جواب دینے کے بھی روادار نہیں۔ وہ تمہیں کبھی ساحل مراد پر نہیں پہنچائیں گے۔ انہیں ان کے حال پر رہنے دو۔ اور سمجھو کہ جو کچھ کرنا ہے خود کرو ✤

غریب اور تھوڑے پڑھے ہوئے بھائیو! تم اپنے ان مالدار اور اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمانوں سے امداد کی امید لئے بیٹھے ہو جنہیں خبر ہی نہیں رہی کہ اسلام بھی کوئی چیز ہے۔ ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کر کے یورپ جاتے ہیں۔ اور خانہ کعبہ یا مدینہ شریف مذہبی حیثیت سے چھوڑ کر اس واسطے بھی نہیں جاتے۔ کہ دیرینہ مقامات ہی دیکھ آئیں۔ لاکھوں کروڑوں روپے دبائے بیٹھے ہیں۔ مگر زکوٰۃ کے مہینہ کا بھی پتہ نہیں رہگیا۔ السلام علیکم کا جواب سو طرح سے دیکر بھی بڑا احسان جتلاتے ہیں۔ نماز کی خبر ہی نہیں اور اسے مُلّانوں کا پیشہ کہہ چھوڑتے ہیں۔ ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ کوئی خان بہادر یا خانصاحب پانچ وقت حاضر ہوتا ہو۔ لاہور اس وقت پنجاب بھر کے مسلمانوں کا ملجاؤ ماوا کہلا رہا ہے۔ مگر وہاں جا کر ایک دن پانچ وقتہ پڑتال تو کر دیکھئے۔ چودہ سو کے قریب مسجدوں میں کتنے خان بہادر یا خانصاحب یا رہبر قوم و محب قوم حاضر ہوتے ہیں۔ غریب بھائیو! جن لوگوں نے اس مالک کے احکام کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ جس نے انہیں پیدا کر کے اس عروج پر پہنچایا۔ تو تم ان سے کیا امیدیں رکھ سکتے ہو۔ وہ جو کام کریں گے۔ وہی جن سے ان کی دُنیوی عزت بڑھے ہے۔ ہم زور اور دعویٰ سے کہتے ہیں۔ کہ جو مسلمان احکام خداوندی اور ارشادات رسول کی پرواہ نہیں کرتے۔ ان سے کسی کو فائدہ نہیں پہنچیگا۔ انسائیکلوپیڈیا تو ساری زبانی یاد ہے۔ مگر قرآن مجید کا ایک لفظ بھی پڑھنا پڑ جائے۔ تو ایسا پڑھتے ہیں جیسے ہندو۔ زبر زیر تک کا پتہ نہیں لگتا۔ غریب اور دیندار بھائیو! جو مسلمان شریعت کے پابند نہیں۔ اُن کی لیڈری کا جوا فوراً اپنی گردنوں سے اُتار دو۔ بلکہ اُن کی بات بھی نہ سنو۔ اس اتفاق سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ جس میں شریعت کا خیال نہ رکھا گیا۔ یہ کیا مسلمانی ہے کہ صدر جلسہ ہمدردئی اسلام کے بڑے بڑے دعوے کر رہا ہے۔ مگر جب نماز کا گھنٹہ آتا ہے تو آنکھ بچا کر چرٹ لے بیٹھتا ہے۔ یا چا اُڑانی شروع ہو جاتی ہے۔ جب غربا اور مُلّا ملانے نماز پڑھ کر واپس آتے ہیں۔ تو پھر حضور والا کرسی صدارت پر آ ڈٹتے ہیں۔

معزز ناظرین لمبا ہو چلا ہے۔ اس واسطے ہم باقی کو آئندہ پر اُٹھا رکھتے ہیں۔ اور اس ساری تحریر کا ماحصل ان دو لفظوں میں بیان کئے دیتے ہیں۔ کہ مسلمان جب سنبھلیں گے۔ اور جو مسلمان تابعدار شریعت نہ ہو۔ اس کے پاس دُنیوی علوم کی خواہ کتنی ہی اعلیٰ اعلیٰ سندیں کیوں نہ ہوں۔ اسے ہرگز ہرگز اپنا لیڈر نہ سمجھو۔ والسلام

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ طلب

برٹش گورنمنٹ کے برکات میں سے جس برکت کو ہم سب سے اول بیان کرتے ہیں۔ وہ مذہبی آزادی ہے۔ ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ جس مذہب کو چاہے اختیار کرے اور پھر اس مذہب کے موافق وہ عبادات بجالائے۔ یہ ایک ایسی گرامی قدر نعمت ہے کہ ہم اس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ مگر باوجودیکہ برٹش حکام کے ماتحت سالہا سال سے یہ آزادی ہر شخص کو ملی ہوئی ہے۔ مگر پھر بھی کبھی کبھی کسی نہ کسی جگہ سے ایسی خبریں آجاتی ہیں۔ جہاں ہمارے اہل وطن مسلمانوں کو اذان کے دینے سے روکتے ہیں۔ یہ خرابی زیادہ تر ان دیہات میں پیدا ہوتی ہے جو سکھوں کے گاؤں ہیں۔ اگر چیف خالصہ دیوان اپنی طرف سے ایک سرکلر لیٹر شائع کر دے کہ اذان کو روکنا کوئی نیکی کا کام نہیں اور نہ گورو صاحبان میں سے کسی نے کبھی اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ تو امید ہے کہ سکھ بھائیوں کے توسل سے یہ مسئلہ حل ہو جاوے۔ اور آئے دن جو کسی نہ کسی جگہ اذان کے روکنے کی وجہ سے فسادات ہو جاتے ہیں۔ وہ رُک جائیں اور امن قائم ہو جاوے۔ جہاں تک گورو صاحبان کی زندگی خصوصاً حضرت باوا نانک جی صاحب کی زندگی سے پتہ ملتا ہے۔ وہ خدا کے نام کی عزت کرتے اور اُن پاک لوگوں کی صحبت میں جاتے جو مسلمانوں میں واجب الاحترام سمجھے جاتے تھے۔ اور وہاں انہیں اذان سُننے کا موقعہ ملتا تھا۔ اور انہوں نے کبھی بُرا نہیں منایا۔ پھر معلوم نہیں۔ یہ بدعت ہمارے سکھ بھائیوں میں کہاں سے پیدا ہو گئی۔ اس وقت ہمارے پاس ماڑی پنوان ضلع گورداسپور اور ڈلہ ضلع گورداسپور کے مسلمانوں کی شکائتیں آئی ہیں کہ انہیں وہاں اذان دینے سے روکا جاتا ہے۔ اور ماڑی پنوان میں مسجد بنانے اور ڈلہ ضلع گورداسپور میں کنواں لگانے پر فساد بھی ہوا۔ میں اس امر پر بحث کرنا غیر ضروری اور اپنے منصب کے خلاف سمجھتا ہوں۔ کہ مقدمات کی نوعیت پر رائے زنی کروں۔

اصولی طور پر یہ طریق قابل اصلاح ہے۔ ہمارے سکھ بھائیوں کو معلوم ہونا چاہئے۔ کہ اب گورنمنٹ انگریزی کا راج ہے اور اس نے لوگوں کو مذہبی آزادی عطا کر رکھی ہے۔ اُنہیں کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان ہمسائیوں کو اپنی عبادات کے بجالانے سے روکیں یا مسجد بنانے سے منع کریں۔ چونکہ یہ دونوں گاؤں ضلع گورداسپور میں واقع ہیں۔ اور جناب میجر اے سی ایلیٹ صاحب بہادر کی معاملہ فہمی اور انصاف پروری مشہور ہے۔ اس واسطے میں نہائت ادب سے ایک مسلمان کی حیثیت سے جناب ممدوح کو توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ حضور ایسے معاملات میں ہماری فریاد کو سُنیں۔ بدقسمتی سے بعض اوقات مسلمان عہدہ داروں کو بھی دلعزیزی کا ایک مرض لگ جاتا ہے۔ اور اُنہیں یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ کہیں اگر سکھوں کے خلاف کسی مذہبی معاملہ میں نوٹس لیں۔ تو متعصب نہ کہلائیں۔ اس لئے اور بھی دقتیں پیش آجاتی ہیں۔ بہر حال ضلع گورداسپور سے یہ پُرانی بلا ہمارے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر کے عہد میں دور ہونی چاہئے۔ اور وہ دن دور نہیں۔ کہ ہم اپنے ناظرین کو یہ مژدہ سُنا سکیں گے۔ کہ اس بلا سے ضلع گورداسپور میں مسلمانوں کو نجات مل گئی ✤

مسلمانوں کا مشیر

اخبار "المشیر" ہے جو اُن کے مُلکی اور قومی حقوق کا محافظ۔ اُن کی تمدنی برائیوں کا مصلح۔ اُن کی تعلیم کا حامی۔ اُن کی اتحادی زندگی اور علمی، اخلاقی اور مذہبی اور روحانی مذاق پیدا کرنے والا ملک بھر میں اپنی طرز کا نرالا ہفتہ وار اخبار ہے۔ قیمت صرف تین روپیہ سالانہ۔ المعلن منیجر اخبار "المشیر" مُراد آباد

ضیاء الاسلام

صوبہ متحدہ میں اپنی طرز کا واحد علمی و مذہبی ماہوار رسالہ ہے جس میں علمی، تمدنی۔ اخلاقی۔ تاریخی مضامین اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کے متین اور دندان شکن جواب ہوتے ہیں۔ قیمت سالانہ عہ دو روپیہ آٹھ آنے۔ لیکن آخر فروری ۱۹۱۲ء تک نصف قیمت عہ پر دینے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ المشتہر منیجر ضیاء الاسلام مُراد آباد

سوتی مشروع کے تھان

ہر قسم کے نہائت خوش وضع پختہ رنگ ریشمی سے زیادہ پائیدار ہوتے ہیں مستورات اور بچوں کے پاجامہ وغیرہ کو روزمرہ استعمال کے لئے عمدہ کپڑا ہے اودا۔ کاسنی۔ گلابی۔ سبز۔ پچرنگہ۔ پٹی دار۔ یکرنگہ سادہ جس قسم کا مطلوب ہو منگا کر دیکھئے۔ آپ ہمیشہ منگاتے رہینگے۔ ہم بہت ارزاں فروخت کرتے ہیں۔ کہ ہر طرف سے اس کپڑے کی مانگ ہے۔ ایک تھان جس کا عرض ۱ گرہ طول ۱۲ گز ہے۔ قیمت عہ۔ اس میں دو پاجامہ تیار ہو سکتے ہیں۔ ۳ تھان تک روانہ کئے جا سکتے ہیں محصول ۸ پیکنگ ۲ جملہ ۱۰ آنا چاہئے۔ ڈاکخانہ کا نام۔ ریلوے اسٹیشن صاف لکھو۔ ۲۰ تھان منگانے والے کو خرچہ معاف۔ المشتہر

منیجر سوتی مشروع اسٹور۔ کنول ہار۔ ملیح آباد۔ لکھنؤ۔

مسلمانوں کی وفاداری پر حملہ

اور

ایک خطرناک کتاب کی اشاعت ملکی اور فوجی حلقوں میں

حال ہی میں ایک کتاب بپٹسٹ مشن پریس کلکتہ سے شائع ہوئی ہے۔ جو اردو زبان میں ہے۔ اور جس کا نام "خواب خیال" ہے۔ یہ کتاب ملکی اور فوجی افسروں کے امتحان میں داخل کی گئی ہے۔ اس کتاب کے تین حصے ہیں۔ پہلے حصے میں ایک ہندو سپاہی سیتارام کی سرگذشت ہے۔ جس نے سپاہی کے درجہ سے صوبیدار کے عہدہ تک ترقی کی۔ دوسرے حصہ میں "رسوم ہند" کا انتخاب ہے۔ تیسرے حصہ میں اکبر۔ نور جہاں بیگم اور شاہجہان کا ذکر ہے اور دو ایک مضامین اور ہیں۔ ہم کو اس موقعہ پر صرف پہلے حصہ پر نظر ڈالنی مقصود ہے۔ جس میں سیتارام کی سرگذشت ہے۔ اصل کتاب ہندی زبان میں لکھی گئی تھی۔ جو اب کہیں نہیں ملتی۔ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ لفٹنٹ کرنل نارگیٹ نے ۱۸۶۱ء اور ۱۸۶۳ء کے درمیان ایک انگریزی اخبار میں چھپوایا تھا یہ ترجمہ ۱۸۷۳ء میں وکٹوریا پریس لاہور سے کتاب کی شکل میں دوبارہ شائع کیا گیا تھا۔ اب انگریزی سے اردو میں ترجمہ ہو کر یہ سرگذشت "خواب وخیال" کے پہلے حصہ میں داخل کی گئی۔ اس سے دو باتیں مدنظر ہیں۔ کہ سرکاری فوج کے سپاہیوں کے لئے دلچسپی کا سامان فراہم کیا جاوے۔ دوسرے یہ کہ اس کو پڑھکر انگریزی افسر عام بول چال اور بامحاورہ اردو سیکھیں۔ اس کے مترجم دو شخص ہیں۔ جن میں سے ایک لفٹنٹ کرنل ڈی سی فلاٹ ہیں۔ جو پہلے پنجابی رسالہ نمبر ۳ میں ہوتے تھے اور اب کلکتہ ایگزمنرس بورڈ کے سکرٹری ہیں۔ دوسرے مولوی رضا علی صاحب وحشت ہیں۔ جو امپیریل ریکارڈ ڈیپارٹمنٹ کلکتہ میں ملازم ہیں۔ سیتارام نے اپنی سرگذشت میں نصف صدی گذشتہ کے واقعات درج کئے ہیں۔ جن میں غدر ۱۸۵۷ء کا واقعہ شامل ہے۔

ہم نے اس سرگزشت کو اول سے آخر تک بغور مطالعہ کیا۔ اس کے بعض مقامات کے پڑھنے کے وقت غم اور غصہ سے جو کیفیت ہمارے دل کی ہوئی۔ اس کو ہم کسی طرح الفاظ میں ظاہر نہیں کر سکتے۔ یہ وہ مقامات ہیں۔ جہاں مسلمانوں کی وفاداری پر کھلے لفظوں میں حملہ کیا گیا ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کیوں یہ خطرناک سرگذشت فوجی اور ملکی یورپین افسروں کے امتحان میں رکھی گئی اور اگر رکھی گئی؟ تو وہ مقامات کیوں نہیں خارج کئے گئے؟ اگر یہ کتاب کسی ذمہ وار سرکاری محکمہ سے شائع نہ کی جاتی۔ تو چنداں قلق نہ تھا۔ مگر جبکہ وہ بورڈ آف ایگزمنرس کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ جو ایک سرکاری صیغہ ہے۔ تو ہمارے رنج اور افسوس کی کوئی حد نہیں رہتی۔ سب سے زیادہ افسوس ہم کو اس امر سے ہوتا ہے۔ کہ یہ سرگذشت نیم سرکاری ذریعہ سے ہندوستان کی تمام سرکاری فوجوں میں شائع کی گئی ہے۔ جیسا کہ اس کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے۔ کہ "۱۶۔ اگست ۱۹۱۰ء سے یہ سرگزشت "فوجی اخبار" میں اس وقت تک سلسلہ وار چھپ رہی ہے۔"

ہم کو یقین ہے۔ کہ کوئی مسلمان اس کتاب کے ان مقامات کو جن کی نسبت ہم نے اشارہ کیا ہے۔ بغیر سخت غصہ اور رنج کے مطالعہ نہیں کر سکتا۔ ہم اس موقع پر ان میں سے بعض مقامات کو درج کرتے ہیں۔ تاکہ مسلمانان ہندوستان کو معلوم ہو۔ کہ اُن کی وفاداری پر کیسا بزدلانہ اور ناپاک حملہ کیا گیا ہے اور اس حملہ کی اشاعت سرکار کے ملکی اور فوجی حلقوں میں کیونکر روا رکھی گئی ہے۔

صفحہ ۱۱۴ پر لکھا ہے کہ "یہ ہندوستانی مسلمان تو ہمیشہ اس خیال سے اپنا جی خوش کرتے رہتے ہیں۔ کہ ہم ہندوستان کو فرنگیوں سے دوبارہ فتح کر لیں گے۔ اُن کو اس دن کا انتظار ہے۔ اور یہ آس باندھے ہوئے ہیں۔ کہ نزدیک ہی ہے۔ جو کچھ میری آنکھوں نے دیکھا ہے۔ اُن کی آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ ورنہ وہ ایسی خام خیالی نہ کرتے۔ اپنی بہادری کی جو وہ دکھا چکے ہیں اور پھر ایک نہ دن دکھائیں گے۔ ڈینگ مارنے میں اُن کو مزا آتا ہے"

اس سے بھی زیادہ خطرناک مقام اس کتاب کا پیراگراف نمبر ۳۱۶ ہے۔ جو صفحہ ۲۳۸ سے شروع ہوتا ہے۔ اس پیراگراف میں گورنمنٹ کو کھلے لفظوں میں بتایا گیا ہے۔ کہ مسلمان ہرگز لائق اطمینان اور قابل اطمینان نہیں ہیں۔ برخلاف اس کے ہندوؤں کی وفاداری پر زور دیا گیا ہے۔ اس پیراگراف کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

"سرکار کو چاہیئے کہ اپنے ہندو نوکروں کی پوری طرح خبر گیری کرتی رہے۔ اور ایسی باتوں کو جن سے اُن کے دلوں میں شکائت پیدا ہو۔ رفع کرے۔ تب ہندو کبھی اُس کے خلاف کھڑے نہ ہوں گے۔ ہندو کبھی غدر میں پہل نہ کریں گے۔ لیکن اگر غدر شروع ہو جائیگا۔ تو وہ شریک ہو جائیں گے سرکار اپنے اس بوڑھے تجربہ کار خادم کی بات کو یاد رکھے مسلمانوں پہ ہرگز اعتماد نہ کرے۔ بس ہر ایک فساد کے بانی وہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ سرکار سے دل میں کینہ رکھتے ہیں۔ مسلمان وہی سانپ ہے۔ جس کو ایک آدمی نے اپنے بچھونے میں رکھا تھا۔ کہ ذرا اُس کا بدن گرم ہو جائے۔ لیکن اس کے عوض میں اس نے اُسی کو کاٹا۔ کاٹنا سانپ کی طبیعت ہے۔ پس وہ سانپ بے کاٹے کیونکر رہ سکتا ہے۔ مسلمانوں کا مذہب سکھاتا ہے۔ کہ جس کو وہ کافر سمجھیں۔ اُس کو مار ڈالیں۔ اور ہر قتل پر سات سات بار سات بہشت میں اُن کو جگہ ملے گی۔ ان کی طرف سے خواہ کتنا ہی دوستی کا دکھلاوا ہو۔ اور وہ خواہ کتنی ہی وفاداری اور خیر خواہی کا اظہار کریں۔ ہرگز ہرگز صاحب لوگ اُن کی باتوں پر کان نہ دھریں۔ ہرگز اعتبار نہ کریں۔ ہرچند ان پر بھروسہ کیا جائے۔ اور اُن کے ساتھ مہربانی کی جائے۔ لیکن ہرگز یہ خیال میں نہ لائیں کہ یہ کبھی ہمارے اصلی دوست یا خیر خواہ بن سکیں گے۔ وہ اپنی پرانی سلطنتوں کی شان و شوکت کو یاد کر کے اکڑے پھرتے ہیں۔ اور اُن کو امید ہے کہ وہ زمانہ پھر آئیگا یہ امید عبث ہے۔ کہ گیا بھی واپس آ سکتا ہے؟"

اس کے بعد پیراگراف نمبر ۳۱۷ ہے۔ جس میں لکھا ہے "ان کے ملاں ان کی نفرت کی آگ پر پنکھا جھلتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت مہدی آکر اسلام کی سلطنت پھر قائم کریں گے۔ لیکن وہ ابھی تک آہی رہے ہیں۔ ہمارے پنڈت کہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے ہندوستان آنے سے پہلے یہاں سچ ہی بولتے تھے۔ ساری برائیاں ان ہی کی لائی ہوئی ہیں۔ اُن کے منحوس قدم کے پیشتر گناہ عنقا تھا۔ توبہ توبہ!! انھیں نے تو سب کو آلودہ کر دیا"

سوال یہ ہے۔ کہ ان پیراگرافوں کے پڑھنے کے بعد ملکی اور فوجی یورپین افسر مسلمانوں کی نسبت کیا خیال کرتے ہوں گے؟ کیا وہ سمجھتے نہ ہوں گے۔ کہ مسلمانوں کی وفاداری اور خیر خواہی ناقابل اعتماد ہے۔ اور اُن کی طرف سے کبھی اطمینان نہیں ہو سکتا؟ راقم سرگزشت نے مسلمانوں کی وفاداری پر اعتماد نہ کرنے کی دو وجہیں بتائی ہیں۔ ایک یہ کہ اُن کے مذہب میں کافروں کا مارنا ثواب کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ اپنی قدیم شان و شوکت کی یاد میں بدمست ہیں۔ اور اُن کو دوبارہ اسلامی سلطنت قائم ہو جانے کی توقع ہے۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط اور بے بنیاد ہیں۔ ہم ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال دل میں نہیں لا سکتے۔ کہ گورنمنٹ مسلمانوں کی وفاداری اور خیر خواہی کی نسبت ایسا ہی اعتقاد رکھتی ہے۔ جیسا کہ سیتارام کا تھا۔ مگر پھر کیا وجہ ہے۔ کہ وہ کتاب جس میں یہ خیالات درج ہیں۔ ایک سرکاری صیغہ کی طرف سے شائع ہوئی ہے اور ملکی اور فوجی یورپین افسروں کے امتحان میں داخل کی گئی ہے؟ نیز کیا وجہ ہے۔ کہ نیم سرکاری ذریعہ سے یہ خطرناک سرگزشت تمام سرکاری فوجوں میں شائع کی گئی ہے؟ ایسا کرنے سے یقیناً ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے۔ جو سلطنت برطانیہ کو اپنے لئے رحمت اور برکت کا باعث جانتے ہیں۔ اور جو میدان جنگ میں یورپین سولجروں کے دوش بدوش لڑ کر اپنا خون بہا چکے ہیں۔ اور جو آئندہ بھی ایسا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ سیتارام کی نسبت جو اس وقت دنیا میں موجود نہیں ہے۔ اور اُس کے دیگر ہم خیال لوگوں کی نسبت ہم ایک حرف بھی کہنا نہیں چاہتے۔ ہمارا روئے سخن صرف گورنمنٹ سے ہے۔ اور اُسی سے ہم یہ شکائت کرتے ہیں۔ کہ اُس کو ایک ایسی خطرناک کتاب جس میں مسلمانوں کی مسلّم اور تاریخی وفاداری پر بزدلانہ حملہ کیا گیا ہے۔ اپنے سول اور ملیٹری افسروں کے مطالعہ کے لئے انتخاب نہیں کرنی چاہیئے۔ اور نہ اس بات کی اجازت دینی چاہیئے۔ کہ وہ سرکاری فوجوں میں شائع کی جائے۔ جن میں ہزاروں مسلمان سر سے کفن باندھے اُس وقت کے لئے تیار ہیں۔ جبکہ سرکار کی حمایت میں ان کو اپنا خون بہانا پڑیگا۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے۔ کہ اگر ملکی اور فوجی یورپین افسروں کے خیالات مسلمانوں کی وفاداری کی نسبت بدل

جائیں۔ تو ماتحت مسلمان ملازموں کے ساتھ اُن کے تعلقات درست اور موزون نہیں رہ سکتے؟ کیا یہ صحیح نہیں ہے۔ کہ اس کتاب میں سرکاری فوجوں کے مسلمان ملازموں کی حد درجہ دلآزی روا رکھی گئی ہے۔ جن کو یقین ہے کہ وہ سرکار کے ایسے ہی سچے خیر خواہ ہیں۔ جیسے کہ اور قوموں کے لوگ ہیں۔ سعدی شیرازی نے کہا ہے کہ ؎

ہر کس از دست غیر نالہ کند
سعدی از دست خویشتن فریاد

بموجب اس شعر کے مضمون کے ہم کو اپنی قوم کے ممبروں سے بھی خاص کر شکایت ہے۔ جو اس کتاب کی تیاری میں لفٹنٹ کرنل ڈی۔ سی۔ فلاٹ کے مددگار رہے ہیں۔ ان میں سے ایک مولوی رضا علی صاحب وحشت ہیں۔ جو امپیریل ریکارڈ کے ملازم ہیں۔ اور سیتا رام کی سرگذشت کے ترجمہ میں کرنل صاحب کے ساتھ شریک ہیں۔ دوسرے خان بہادر شمس العلماء محمد یوسف جعفری ہیں۔ جو بورڈ آف اگزیمنرس کے ہیڈ مولوی ہیں۔ تیسرے مرزا محمد کاظم شیرازی ہیں۔ جو بورڈ کے پرشین اُستاد ہیں۔ ان دونوں نے کتاب کے مرتب کرنے میں کرنل صاحب کو مدد دی ہے۔ اور کرنل صاحب نے کتاب کے دیباچہ میں ان کا شکریہ ادا کیا ہے۔ کس قدر افسوس اور تعجب کی بات ہے۔ کہ ان تینوں میں سے کسی نے بھی بورڈ کو سرگذشت کے اُن مقامات پر متوجہ نہیں کیا جن میں مسلمانوں کی نسبت ایسے دلشکن اور دلخراش الفاظ درج ہیں۔ کیا مولویت اور شمس العلمائی کا اقتضا یہی ہے۔ کہ قومی حمایت کا خیال اُن کے دلوں سے ملیا میٹ ہو جائے؟

آخر میں ہم کو توقع ہے کہ گورنمنٹ ہماری اس جائز اور معقول شکایت پر اپنی توجہ جلد تر مبذول کرے گی۔ اور "خواب و خیال" میں سے سیتا رام کی سرگذشت کو کلیتاً خارج کردیگی۔ یا اُن تمام فقروں کو حذف کرنے کا حکم دیگی جن میں سے چند فقرے اس مضمون میں درج کئے گئے ہیں۔ اور جن سے تمام مسلمانوں کے جذبات وفاداری کو صدمہ پہنچتا ہے۔

ہم نے سُنا ہے کہ یہ کتاب "آل انڈیا مسلم لیگ" کے نوٹس میں لائی گئی تھی۔ مگر ابھی تک اُس نے اپنی صدا اس کے برخلاف بلند نہیں کی۔ "آل انڈیا مسلم لیگ" اور دیگر اسلامی انجمنوں اور اسلامی اخباروں سے اُمید ہے۔ کہ وہ گورنمنٹ کو اس کتاب کی نسبت اپنی عام نارضامندی سے آگاہ کریں گے۔

(مسلم گزٹ)

مراکو کا ایک قدیم مدرسہ

چند ہی روز ہوئے۔ ہم مراکو کے پُرانے عروج اور وہاں کی ملکی ترقیوں کے کچھ حالات بیان کرچکے ہیں۔ لیکن وہاں کے اہل عرب کی قدیم ترقیاں ایسی نہ تھیں۔ کہ ایک ہی مضمون میں ظاہر کردی جاسکیں چنانچہ اب ہم وہاں کے اس عہد کے بعض مدارس کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں۔

مراکش میں دولت مرادوین کو پامال کرکے جب عبدالمومن بن علی نے اپنے مرشد ابن طومرت مہدی کے اصول کے مطابق نئی دولت موحدین قائم کی ہے۔ تو اس نے شمال میں ہسپانیہ کے اکثر شہر فتح کرکے اور مشرق میں الجیریا وغیرہ کو مطیع فرمان بنا کے دُور دُور تک اپنا سکہ جما دیا۔ عبدالمومن کا زمانہ ۵۲۴ھ سے لے کے ۵۵۸ھ تک تھا۔

فتوحات کے مشغلہ سے فارغ ہوتے ہی وہ شہر مراکش کی آراستگی میں مصروف ہوا۔ جابجا عالیشان مسجدیں تعمیر کرائیں اور بڑے بڑے دارالعلوم قائم کئے۔ انہیں مدارس میں ایک خاص مدرسہ اُس نے اپنے مذاق کے مطابق بہت بڑے پیمانہ پر قائم کیا۔ جس میں نوجوانوں کو علوم دینی و دنیوی ہی کی نہیں۔ بلکہ فنون حرب کی بھی تعلیم دی جاتی تھی۔ اور ایسی تکمیل کے ساتھ کہ جو طلبہ اس مدرسہ کی تعلیم سے فارغ ہوکے نکلتے وہ اُتنے ہی زبردست عالم و فاضل اور قاضی و مفتی ہوتے تھے جتنے بڑے کہ شہسوار اور سپہ سالار بلکہ امیر البحر ثابت ہوتے۔ اس کی خواہش تھی۔ کہ یہی مدرسہ اُسے متبحر عالم اور اعلیٰ درجہ کے قاضی بھی دے۔ اور یہی زبردست والی ملک۔ قائد۔ اور سپہ سالار بھی فراہم کرے اور اسی کے طلبہ اُس کی فوج کے افسر ہوں۔ اس دارالعلوم اور اس کے تمام مدارس میں مصامدین (ایک معزز قبیلہ) اور دیگر قبائل کے معزز ترین خاندانوں کے نوجوان بھرتی کئے جاتے۔ صرف اس کے دارالسلطنت کے بڑے مدرسہ میں طلبہ کی تعداد تین ہزار تھی۔ اور وہ سب اس قدر ہم قامت اور ہم عمر تھے۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ گویا سب ایک ہی تاریخ کو پیدا ہوئے ہیں۔ یہ حافظ یا طالب علم کہلاتے۔ حافظ کا لقب انہیں اس لئے دیا جاتا۔ کہ سب کو امام مالک کی موطا اور صحیح ابن خزیمہ زبانی یاد کرائی جاتیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سی کتابیں بھی اُن کے نصاب تعلیم میں داخل تھیں۔

ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ جب عبدالمومن جامع مسجد سے نماز پڑھ کے واپس آتا۔ یہ سب طلبہ یا حفاظ اس کے قصر میں جمع ہوتے۔ اور ہفتہ بھر میں جو کچھ پڑھا ہوتا۔ اُسے سب کھڑے ہو کر سُناتے۔ اس طریقہ سے بادشاہ خود ہر جمعہ کو اُن کا امتحان لے لیا کرتا۔ ہر ہفتہ میں ایک دن اس لئے مقرر تھا۔ کہ یہ طلبہ تیرا کی اپنی مہارت کا ثبوت دیں۔ اس غرض کے لئے اُس نے اپنے باغ میں ایک بڑا تالاب کھدوا دیا تھا۔ جسے ایک بڑی جھیل کہنا چاہئے۔ یہ تین سو قدم لمبا تھا اور تین سو قدم چوڑا۔ اور اس زمانہ میں جتنی قسموں اور وضعوں کے جہاز مروج تھے۔ اس تالاب میں لاکے ڈالے گئے تھے۔ جن میں سے بعض کو خود عبدالمومن نے ایجاد کرکے اپنے نقشہ پر تیار کرایا تھا۔ جو کہ نہایت ہی عجیب شان دکھاتے تھے۔ ان پر سوار ہوکے یہ حفاظ جہازرانی اور امیر البحری کا ہنر دکھاتے۔ اور بادشاہ کے سامنے ان جہازوں کی دو ٹکڑیاں ہو جاتیں۔ جن کو یہ طلبہ لیکے آتے۔ اور بڑی تیزی اور مستعدی سے بحری لڑائی کا پورا سماں دکھادیتے۔ ان جہازوں کی چلت پھرت۔ اُن کے زور و شور سے حملہ آور ہونے اور سُرعت سے ہٹنے اور زد سے بچ کے نکل جانے سے ایک نہایت دلچسپ منظر نظر کے سامنے ہو جاتا۔

اس طریقہ سے بادشاہ نے ان طلبہ کو علم و فضل کے ساتھ بری و بحری دونوں طرح کی لڑائیوں کے لئے خوب تیار کیا تھا۔ ورنہ کا کوئی دن طلبہ کی ہنرمندی کا تماشہ دیکھنے سے خالی نہ جاتا۔ ان مقابلہ میں جو طلبہ کامیاب ہوتے۔ اُن کو بادشاہ خود اپنے ہاتھ سے انعام دیتا۔ اور انہیں میں سے ملکی اور فوجی خدمات کے لئے اعلیٰ افسر اور عہدہ دار منتخب کرلیا کرتا۔ اس مدرسہ کے اور دیگر مدارس کے تمام مصارف خود بادشاہ کے ذمہ تھے۔ اور اسلحہ اور گھوڑے بھی وہی فراہم کرتا۔ انہیں حفاظ میں خود عبدالمومن کے تیرہ بیٹے بھی شریک تھے۔ جن کو اس مدرسہ میں تعلیم دی جاتی۔ اور یہ شاہزادے اس مدرسہ میں تعلیم پاکے ایسے صاحب علم و فضل سردار اور جوانمرد سپہ سالار ثابت ہوئے۔ جن کی نظیر زمانہ میں نہ مل سکتی تھی۔

اس مدرسہ اور اس تعلیم نے چند ہی روز کے اندر اہل مراکش میں عجیب و غریب جوش جوانمردی اور مذاق علمی پیدا کردیا تھا کیا آج کا مراکش وہی پُرانا مراکش ہے؟ اور باوجودیکہ دُنیا بہت آگے بڑھ آئی ہے۔ مگر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ آجکل کے مہذب و متمدن یورپ کا کوئی شہر بھی کوئی ایک بھی ایسا کالج پیش کرسکتا ہے۔ جیسا کہ آج سے آٹھ سو برس پہلے مراکش میں قائم تھا؟ (دلگداز)

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخین نے دروغ بافیوں کی انتہا کردی ہے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرے سے پردہ اٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسان کیا۔ جس کا ترجمہ ماہ بماہ

الناظر

میں شائع ہوتا ہے۔ جو صرف ؏ سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی تاریخی۔ فلسفی۔ تمدنی۔ اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

اسی صفحہ

باالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔ نمونہ کا پرچہ ۳؍ کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے۔

منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھاکر سو جاؤ۔ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ کی گرانی و مروڑ نہیں ہوگا حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن عطا اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں۔ یہ گولیاں کل چینی بنی ہیں مقدار و وزن میں گولیاں برابر ہیں ہر عیال دار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہئے۔ سو گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۵؍ ایک سے چھ ڈبیہ تک محصول ڈاک ۵؍

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں بڑھ جاتا ہے۔ یہ دوا لحظہ میں اس کو پانی کردیتا ہے۔ اور ریاح جیسے ٹیس چمک۔ رگوں میں لہر۔ ٹیس کن کنی سی جو کہیں چھوٹنے سے ہو اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ دردسر نصف ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے تمام سر میں درد ہو فوراً دور ہو جاتا ہے اس لئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت ۳ ٹکیوں کی ڈبیہ ۶؍ محصول ڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۵؍

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ۔ کلکتہ

جائیں۔ تو ماتحت مسلمان ملازموں کے ساتھ اُن کے تعلقات درست اور موزون نہیں رہ سکتے؟ کیا یہ صحیح نہیں ہے۔ کہ اس کتاب میں سرکاری فوجوں کے مسلمان ملازموں کی حد درجہ دلآزی روا رکھی گئی ہے۔ جن کو یقین ہے کہ وہ سرکار کے ایسے ہی سچے خیر خواہ ہیں۔ جیسے کہ اور قوموں کے لوگ ہیں سعدی شیرازی نے کہا ہے کہ ؎

ہر کس از دست غیر نالہ کند
سعدی از دست خویشتن فریاد

بموجب اس شعر کے مضمون کے ہم کو اپنی قوم کے ممبروں سے بھی خاص کر شکائت ہے۔ جو اس کتاب کی تیاری میں لفٹنٹ کرنل ڈی۔ سی۔ فلاٹ کے مددگار رہے ہیں۔ ان میں سے ایک مولوی رضا علی صاحب وحشت ہیں۔ جو امپیریل ریکارڈ کے ملازم ہیں۔ اور سیتا رام کی سرگذشت کے ترجمہ میں کرنل صاحب کے ساتھ شریک ہیں۔ دوسرے خان بہادر شمس العلماء محمد یوسف جعفری ہیں۔ جو بورڈ آف اگزیمنرس کے ہیڈ مولوی ہیں۔ تیسرے مرزا محمد کاظم شیرازی ہیں۔ جو بورڈ کے پرشین استاد ہیں۔ ان دونوں نے کتاب کے مرتب کرنے میں کرنل صاحب کو مدد دی ہے۔ اور کرنل صاحب نے کتاب کے دیباچہ میں ان کا شکریہ ادا کیا ہے۔ کس قدر افسوس اور تعجب کی بات ہے۔ کہ ان تینوں میں سے کسی نے بھی بورڈ کو سرگذشت کے اُن مقامات پر متوجہ نہیں کیا۔ جن میں مسلمانوں کی نسبت ایسے دلشکن اور دلخراش الفاظ درج ہیں۔ کیا مولویت اور شمس العلمائی کا اقتضا یہی ہے۔ کہ قومی حمایت کا خیال اُن کے دلوں سے ملیا میٹ ہو جائے؟

آخر میں ہم کو توقع ہے کہ گورنمنٹ ہماری اس جائز اور معقول شکائت پر اپنی توجہ جلد تر مبذول کرے گی۔ اور ”خواب و خیال“ میں سے سیتا رام کی سرگذشت کو کلیتاً خارج کر دیگی۔ یا اُن تمام فقروں کو حذف کرنے کا حکم دیگی۔ جن میں سے چند فقرے اس مضمون میں درج کئے گئے ہیں۔ اور جن سے تمام مسلمانوں کے جذبات وفاداری کو صدمہ پہنچتا ہے۔

ہم نے سنا ہے کہ یہ کتاب ”آل انڈیا مسلم لیگ“ کے نوٹس میں لائی گئی تھی۔ مگر ابھی تک اُس نے اپنی صدا اس کے برخلاف بلند نہیں کی۔ ”آل انڈیا مسلم لیگ“ اور دیگر اسلامی انجمنوں اور اسلامی اخباروں سے اُمید ہے۔ کہ وہ گورنمنٹ کو اس کتاب کی نسبت اپنی عام نارضامندی سے آگاہ کریں گے۔

(مسلم گزٹ)

مراکو کا ایک قدیم مدرسہ

چند ہی روز ہوئے۔ ہم مراکو کے پُرانے عروج اور وہاں کی اگلی ترقیوں کے کچھ حالات بیان کر چکے ہیں۔ لیکن وہاں کے اہل عرب کی قدیم ترقیاں ایسی نہ تھیں۔ کہ ایک ہی مضمون میں ظاہر کر دی جاسکیں چنانچہ اب ہم وہاں کے اس عہد کے بعض مدارس کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں۔

مراکش میں دولت مرادین کو پامال کر کے جب عبدالمومن بن علی نے اپنے مرشد ابن طومرت مہدی کے اصول کے مطابق نئی دولت موحدین قائم کی ہے۔ تو اس نے شمال میں ہسپانیہ کے اکثر شہر فتح کر کے اور مشرق میں الجیریا وغیرہ کو مطیع فرمان بنا کے دُور دُور تک اپنا سکہ جما دیا۔ عبدالمومن کا زمانہ ۵۲۴ھ سے لے کے ۵۵۸ھ تک تھا۔

فتوحات کے مشغلہ سے فارغ ہوتے ہی وہ شہر مراکش کی آراستگی میں مصروف ہوا۔ جا بجا عالیشان مسجدیں تعمیر کرائیں اور بڑے بڑے دار العلوم قائم کئے۔ انہیں مدارس میں ایک خاص مدرسہ اُس نے اپنے مذاق کے مطابق بہت بڑے پیمانہ پر قائم کیا۔ جس میں نوجوانوں کو علوم دینی و دنیوی ہی کی نہیں۔ بلکہ فنون حرب کی بھی تعلیم دی جاتی تھی۔ اور ایسی تکمیل کے ساتھ کہ جو طلبہ اس مدرسہ کی تعلیم سے فارغ ہو کر نکلتے وہ اتنے ہی زبردست عالم و فاضل اور قاضی و مفتی ہوتے تھے جتنے بڑے کہ پیشہ ور سپہ سالار بلکہ امیر البحر ثابت ہوتے۔ اس کی خواہش تھی۔ کہ یہی مدرسہ اُسے متبحر عالم اور اعلیٰ درجہ کے قاضی بھی دے۔ اور یہی زبردست والی ملک۔ قائد۔ اور سپہ سالار بھی فراہم کرے اور اسی کے طلبہ اُس کی فوج کے افسر ہوں۔ اس دار العلوم اور اس کے تمام مدارس میں مصامدین (ایک معزز قبیلہ) اور دیگر قبائل کے معزز ترین خاندانوں کے نوجوان بھرتی کئے جاتے۔ صرف اس کے دار السلطنت کے بڑے مدرسہ میں طلبہ کی تعداد تین ہزار تھی۔ اور وہ سب اس قدر ہم قامت اور ہم عمر تھے۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ گویا سب ایک ہی تاریخ کو پیدا ہوئے ہیں۔ یہ حافظ یا طالب علم کہلاتے۔ حافظ کا لقب انہیں اس لئے دیا جاتا۔ کہ سب کو امام مالک کی موطا اور صحیح ابن خزیمہ زبانی یاد کرائی جاتیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سی کتابیں بھی اُن کے نصاب تعلیم میں داخل تھیں۔

ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ جب عبدالمومن جامع مسجد سے نماز پڑھ کے واپس آتا۔ یہ سب طلبہ یا حفاظ اس کے قصر میں جمع ہوتے۔ اور ہفتہ بھر میں جو کچھ پڑھا ہوتا۔ اُسے سب کھڑے ہو کر سُناتے۔ اس طریقہ سے بادشاہ خود ہر جمعہ کو اُن کا امتحان لے لیا کرتا۔ ہر ہفتہ میں ایک دن اس لئے مقرر تھا۔ کہ یہ طلبہ آ کے اپنی بہادری کا ثبوت دیں

اس غرض کے لئے اُس نے اپنے باغ میں ایک بڑا تالاب کھدوایا تھا۔ جسے ایک بڑی جھیل کہنا چاہئے۔ یہ تین سو قدم لمبا تھا اور تین سو قدم چوڑا۔ اور اُس زمانہ میں جتنی قسموں اور وضعوں کے جہاز مروج تھے۔ اس تالاب میں لا کے ڈالے گئے تھے۔ جن میں سے بعض کو خود عبدالمومن نے ایجاد کر کے اپنے نقشہ پر تیار کرایا تھا۔ جو کہ نہایت ہی عجیب شان دکھاتے تھے۔ اُن پر سوار ہو کے یہ حفاظ جہاز رانی اور امیر البحری کا ہنر دکھاتے۔ اور بادشاہ کے سامنے ان جہازوں کی دو ٹکڑیاں ہو جاتیں۔ جن کو یہ طلبہ لیکے آتے۔ اور بڑی تیزی اور مستعدی سے بحری لڑائی کا پورا سماں دکھا دیتے۔ ان جہازوں کی چلت پھرت۔ اُن کے زور و شور سے حملہ آور ہونے اور سرعت سے ہٹنے اور زد سے بچ کے نکل جانے سے ایک نہائت دلچسپ منظر نظر کے سامنے ہو جاتا۔

اس طریقہ سے بادشاہ نے ان طلبہ کو علم و فضل کے ساتھ بری و بحری دونوں طرح کی لڑائیوں کے لئے خوب تیار کیا تھا۔ اور ہفتہ کا کوئی دن طلبہ کی ہنرمندی کا تماشہ دیکھنے سے خالی نہ جاتا تھا۔ تاہم مقابلہ میں جو طلبہ کامیاب ہوتے۔ اُن کو بادشاہ خود اپنے ہاتھ سے انعام دیتا۔ اور انہیں میں سے ملکی اور فوجی خدمات کے لئے اعلیٰ افسر اور عہدہ دار منتخب کر لیا کرتا۔ اس مدرسہ کے اور دیگر مدارس کے تمام مصارف خود بادشاہ کے ذمہ تھے۔ اور اسلحہ اور گھوڑے بھی وہی فراہم کرتا۔ انہیں حفاظ میں خود عبدالمومن کے تیرہ بیٹے بھی شریک تھے۔ جن کو اسی مدرسہ میں تعلیم دی جاتی۔ اور یہ شاہزادے اس مدرسہ میں تعلیم پا کے ایسے صاحب علم و فضل سردار اور جوانمرد سپہ سالار ثابت ہوئے۔ جن کی نظیر زمانہ میں نہ مل سکتی تھی۔

اس مدرسہ اور اس تعلیم نے چند ہی روز کے اندر اہل مراکش میں عجیب و غریب جوش جوانمردی اور مذاق علمی پیدا کر دیا تھا بہت آگے بڑھ آئی ہے۔ مگر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ آجکل کے مہذب و متمدن یورپ کا کوئی شہر بھی کوئی ایک بھی ایسا کالج پیش کر سکتا ہے۔ جیسا کہ آج سے آٹھ سو برس پہلے مراکش میں قائم تھا؟

(دلگداز)

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخین نے دروغ بافیوں کی انتہا کر دی ہے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرے سے پردہ اُٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسان کیا۔ جس کا ترجمہ ماہوار

الناظر

میں شائع ہوتا ہے۔ جو صرف عہ سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی تاریخی۔ فلسفی۔ تمدنی۔ اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

اسی صفحہ

بالالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔ نمونہ کا پرچہ ۱ مہر کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے۔

منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہو کر پیٹ کی گرانی و مروڑ نہیں ہوگا۔ حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ روک ٹوک نہیں ۱۴ برس سے ڈاکٹر برمن ہمیشہ اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں۔ یہ گولیاں کل ہی بنی ہیں مقدار و وزن میں گولیاں برابر ہیں ہر عیال دار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہئے۔ سو گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۵ر ایک سے چھ ڈبیہ تک محصول ڈاک ۵ر

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں بڑھ جاتا ہے۔ یہ دوا لحظہ میں اس کو پانی کر دیتا ہے۔ اور ریاح جیسے ٹیس چمک۔ رگوں میں لہر۔ ٹیس۔ کون کنی سی جو کہیں چھوٹنے سے ہو۔ اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ دردسر نصف ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے تمام سر میں درد ہو فوراً دور ہو جاتا ہے اس لئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازمی ہے قیمت ۳ ٹکیوں کی ڈبیہ ۸ر محصول ڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۵ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ۔ کلکتہ

مائدۂ خلافت سے کچھ ریزے

مستقل سرمایہ

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مستقل سرمایہ انجمن کے متعلق ایک آرٹیکل لکھا گیا تھا۔ جس میں ظاہر کیا گیا تھا۔ کہ گزشتہ سالانہ جلسہ پر ایک لاکھ جو مستقل سرمایہ جمع کرنے کی جو تجویز کی گئی ہے۔ وہ نہایت ضروری ہے اور قوم کو اس رقم کے پورا کرنے کا بہت جلد انتظام کرنا چاہئے۔ برادرم مولوی محمد علی صاحب سکرٹری انجمن نے ایک روز مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ مستقل سرمایہ کی تجویز کو پسند نہیں کرتے۔ میری طبیعت خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے نکتہ رس پیدا کی ہے۔ میں اس پر غور کرتے کرتے دور پہنچ گیا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس ذوق میں اپنے ناظرین کو بھی شریک کروں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی اس رائے سے پتہ لگتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بار بار ذکر فرمایا کرتے تھے۔ کہ توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ ہم انسانوں۔ حیوانوں۔ بتوں۔ درختوں۔ عناصر۔ اجرام فلکی یا کائنات میں سے کسی اور چیز کی پرستش نہ کریں بلکہ توحید کے تین مدارج ہیں۔ پہلا درجہ تو یہی ہے کہ غیر اللہ کی پرستش نہ کی جاوے۔ اور ہر ایک چیز جو مخلوق اور محدود ہے۔ خواہ زمین پر ہے یا آسمان پر اس کی پرستش سے کنارہ کیا جاوے۔ دوسرا مرتبہ توحید کا یہ ہے کہ اپنے اور دوسروں کے کاروبار میں مؤثر حقیقی خدا تعالیٰ کو سمجھا جاوے اور اسباب پر اتنا زور نہ دیا جاوے جس سے وہ اسباب خدا تعالیٰ کے شریک ٹھہر جاویں۔ مثلاً یہ کہنا کہ زید نہ ہوتا تو میرا یہ نقصان ہوتا اور بکر نہ ہوتا تو میں تباہ ہو جاتا۔ یہ درجہ توحید کا موحدین میں سے بھی بہتوں کو حاصل نہیں ہوتا۔ اور بہت لوگ ہیں۔ جو اسباب پر کلی تکیہ کر لیتے ہیں۔ پس حضرت امیر المومنین نے اپنی قوم کو اس رنگ میں توجہ سے اس مقام کی تعلیم دی ہے کہ جب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مستقل سرمایہ کے بغیر کام نہیں چلیگا۔ تو نعوذ باللہ یہ شائبہ شرک کا ہو سکتا ہے۔ اور مستقل فنڈ کو کوئی خاص وقعت اور عظمت دیتے ہیں۔ اور اس طرح پر اس درجہ تک کہ اس کو خدا تعالیٰ کی عظمت میں جو یگانہ اور فرد ہے دخل کرتے ہیں و نعوذ باللہ من ذالک اس سے یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ ہم ترک بلا اسباب کے حضرت خلیفۃ المسیح روکتے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ وہ ہمارے اندر خدا پرستی کا ایک خاص رنگ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری نظر ان اموال پر ہی نہ ہو۔ اور ہمارا کاروبار جو محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہیں۔ ان کے نہ تکمیل و تکمیل سے بچانے آنی اور فانی اسباب کو مشکل کشا نہ قرار دے لیں بلکہ ہر حال اور ہر صورت میں

ہماری نظر خدا تعالیٰ پر ہو۔

اس لحاظ سے مستقل سرمایہ کوئی چیز نہیں ہونی چاہئے۔ ہمارا مستقل سرمایہ وہی غیر فانی اور لا تبدیل ازلی ابدی خدا ہو۔ ...... ہم پہلی قسم کے شرک سے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے بچ گئے ہیں۔ مگر ایک معلم حقانی اپنی قوم کی حالت اور استعداد کو دیکھ کر اس کی اصلاح کرتے ہیں۔ اس لئے آپ نے اس دوسرے درجہ کے شرک سے بچنے کے لئے یہ فرمایا۔

پس ہم کو خدا تعالیٰ سے توفیق مانگنی چاہئے کہ ہم دنیا کے کاروبار میں مؤثر حقیقی اسی کو یقین کریں ایسا نہ ہو کہ کسی موقعہ پر بھی اسباب دنیا میں ایسے منہمک ہو جاتیں کہ وہ آبدار موتی جس کو توحید کہتے ہیں خدا نخواستہ ہم کھو بیٹھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی اس تعلیم اور تذکرہ سے آپ کے مقام توحید کا بھی پتہ لگتا ہے کہ وہ اس سے بھی اوپر ہیں۔ جو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اطاعت میں انسان ایسا کھویا جاوے کہ اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھا دے۔

خدا سے ڈر اور سب کچھ کر

میرے مکرم بھائی شیخ محمد تیمور صاحب بی۔ اے۔ جنہوں نے ایم۔ اے کی ڈگری لینے کے بعد قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح کی صحبت میں رہ کر دینیات کی تحصیل کی ہے اور جن کے متعلق حضرت نے ایک دن فرمایا کہ میں نے ان کو سب کچھ پڑھا دیا ہے۔ علیگڑھ کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر ہو کر جانے لگے۔ تو حضور کی خدمت میں حاضر خدمت ہوئے۔ روانگی کے وقت انہیں ایک نصیحت کی۔

خدا سے ڈر اور سب کچھ کر

ان الفاظ کے اندر جو حق اور حقیقت ہے وہ ظاہر ہے اور کسی مزید تشریح کی حاجت نہیں۔ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح کے اس ارشاد سے ایک خاص نکتہ معرفت ملا۔ بعض عیسائی اور آریہ اِعملوا ما شئتم پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ گویا سب کچھ کرنے کی اجازت دیدی گئی تھی۔ اس کا جواب اس فقرہ میں موجود ہے۔ سب کچھ کرنے کی اجازت خوف خدا کے بعد ہوا کرتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی ایسی زبردست اور موثر تھی۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صحبت میں رہنے والی قوم کے اندر کامل خدا پرستی پیدا کر دی تھی۔ اور ان کے قلوب پر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جبروت اور اس کی محبت و احسان کا وہ غلبہ تھا کہ اس کے منشاء کے خلاف وہ کوئی کام کر ہی نہ سکتے تھے۔ گویا وہ بدیوں کے لئے خصی کر دیئے گئے تھے۔ اب اگر انہیں کہا جاوے کہ جو مرضی ہے کرو۔ تو کیا کوئی گمان کر سکتا ہے کہ ان سے بدیوں کا ارتکاب ہوگا۔ ایسا خیال کرنے والا خائن شریر اور ظالم ہوگا۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے خوف کو اپنے دل پر غلبہ رکھتا ہے۔ وہ بدیوں کے نزدیک نہیں جا سکتا۔ پس حضرت خلیفۃ المسیح کی یہ نصیحت نہایت قیمتی اور لاجواب ہے۔ خدا کرے کہ ہمارے دلوں میں لکھی رہے۔

خلیفہ

فرمایا۔ ایک دن درس میں کسی عورت نے پوچھا کہ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً میں خلیفے کیا مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ خلیفہ کو اللہ تعالیٰ بنایا کرتا ہے کسی انسان یا جماعت کے بنانے سے کوئی خلیفہ نہیں ہوا کرتا۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ خلیفہ بناتا ہے۔ اس کے ماں باپ مشہور ہوتے ہیں۔ لوگ ان سے واقف ہوتے ہیں۔ اور اس کی اولاد بھی ہوتی ہے۔ دیکھو خدا تعالیٰ نے مجھکو خلیفہ بنایا۔ تو میرے ماں باپ اور میرے خاندان کو سب لوگ جانتے ہیں۔ میں کوئی غیر معروف انسان نہیں۔ جس کو کوئی جانتا ہی نہ ہو۔ اور میں خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے یقین رکھتا ہوں۔ کہ وہ میری اولاد اور نسل کو جاری رکھیگا۔

مضطر بنو

خاکسار ایڈیٹر الحکم کو آجکل پھر کثرت پیشاب کی شکایت ہے۔ اس عارضہ کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی سے طبی مشورہ لینے کو حاضر ہوا۔ فرمایا۔ تم کیا کرتے ہو کہ مجھے گھبرا نہیں ہوتا۔ زندگی کا کیا اعتبار ہے۔ تم اپنے اندر اضطرار پیدا کرو۔ اضطرار قبولیت دعا کے لئے ضروری چیز ہے۔ کیا تم نے قرآن مجید میں نہیں پڑھا۔ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ۔ مضطر کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اور پھر مضطر تو ایسا ہوتا ہے کہ اس کے لئے حرام بھی حلال ہو جاتا ہے۔

دینی غیرت

قادیان میں ایک مسجد ارائیوں کے محلہ میں واقع ہے اس کا ایک حجرہ فروخت ہو گیا اور کمیٹی قادیان نے اس پر عمارت بنانے کی اجازت دیدی۔ اور باقی حصہ مسجد کے فروخت کرنے کے بھی ارائیں فکر میں تھے۔ مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ "یہ کیسے اندھیر کی بات ہے۔ کہ مسجد فروخت ہو جائے اور اس کا کوئی انتظام نہ کیا جائے۔ مجھے اس سے بہت تکلیف ہوئی ہے۔ جس طرح ہو۔ اس مسجد کو مسجد کی صورت میں قائم رکھا جاوے اور اس حجرہ کو بھی واپس لیا جاوے۔ میں اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ان لوگوں کو سمجھاؤ۔ اور اگر مقدمہ کرنے کی ضرورت ہو۔ تو بیشک مقدمہ کر دو۔ مسجد کی یہ بے حرمتی میرے لئے بہت تکلیف دہ امر ہے۔"

یہ شعائر اللہ کی عظمت اور دینی غیرت کی ایک معمولی سی مثال ہے۔

تاثیر درد

حضرت خلیفۃ المسیح کی وہ دردمند دل سے نکلی ہوئی نصیحت جس کا ذکر میں دار الامان کے ہفتہ میں کر چکا ہوں۔ ایسی کارگر اور مؤثر ثابت ہوئی ہے کہ اس کی نظیر مشکل سے ملیگی۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور قوت قدسی کے انسان کی قلبی طاقت کی دلیل ہے۔ بہت سے آدمیوں نے حقہ نوشی سے توبہ کر لی اور حقے ٹوٹ گئے۔ مدرسہ کے طالب علموں میں سے جو سگریٹ نوشی کے عادی تھے۔ وہ اپنی توبہ کی درخواستیں پے در پے بھیج رہے ہیں۔ بعض کو اس قبیح عادت کے ترک سے تکلیف بھی ہوئی ہے۔ حضرت نے ان کے لئے ایک نسخہ تجویز کیا ہے میں اُس فائدہ عام کے لئے درج کر دیتا ہوں۔

فرمایا۔ کہ جب حقہ کی خواہش پیدا ہو تو چند کالی مرچیں منہ میں رکھ لو اس سے یہ تکلیف جاتی رہیگی۔ بہرحال یہ خدا کے فضل کی بات ہے کہ ہمارا مدرسہ حقہ سے خصت ہونے کو ہے بلکہ ہو چکی۔

قوم کیونکر بنتی ہے؟

۱۳ فروری کو دوپہر کے وقت قرآن کریم کا درس دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ قوم ہمیشہ ان لوگوں سے بنتی ہے۔ جو اپنی اصلاح کرنے کے بعد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں۔ قوم سازی کے جو اصول قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں۔ ان میں حَبْلُ اللہ کو مضبوط پکڑنا۔ تفرقہ نہ کرنا بیان ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں فرمایا۔ کہ جب ایسی قوم بن جاوے۔ جو حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لے اور باہم متحد فی الارادہ ہو۔ تو پھر بہترین قوم ہوگی۔ اور اس کا کام لوگوں کو بھلائی کی تعلیم اور بدیوں سے بچنے کی ترغیب دینا ہوگی اور یہ ایسے لوگ ہو سکتے ہیں۔ جو خود عامل ہوں۔ اگر عمل نہیں تو کچھ فائدہ ورنہ تیر

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اور آپ کے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بعافیت ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی عورتوں اور مردوں کو تو درس قرآن مجید دیا ہی کرتے ہیں۔ اب آپ نے چھوٹی لڑکیوں اور چھوٹے لڑکوں میں بھی قرآن مجید کا درس شروع کر دیا ہے ایسے بہی خواہ اور ہمدرد مخلوق بزرگ کی عمر میں برکت ہو اور اس کی نیک خواہشیں اور پاک ارادے اور پرجوش دعائیں اللہ تعالیٰ ہمارے حق میں قبول فرمائے۔ ۱۱ فروری ۱۹۱۲ء کو پچھلے پہر شام کے درس عام میں نہایت درد دل سے سگرٹ نوشی کی ممانعت پر وعظ فرمایا۔ خدا کی عجیب قدرت ہے کہ میں نے ۱۰ فروری کو ایک نوٹ سگرٹ نوشی پر لکھا تھا۔ یہ تحریک مجھے حضرت ہی کی مجلس میں ایک موقعہ پر ہوئی تھی۔ جبکہ ایک بیمار طالب علم کے متعلق سلسلہ میں یہ بات آگئی۔ الغرض آپ نے نہایت جوش اور رقت اور رحم کے جذبات میں طالب علموں اور ان کے ناظموں اور معلموں کو اس بلا سے بچنے کی ہدایت فرمائی۔ بلکہ اسی روز بعد دوپہر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا ایک لیکچر بھی اسی موضوع پر طلباء مدرسہ کے سامنے حضرت کے ارشاد سے ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ نے چاہا۔ تو وہ درد بھرے کلمات ناظرین الحکم کو سنانے کی کوشش کی جائیگی۔ وباللہ التوفیق!

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت بھی الحمد للہ بخیریت ہیں۔

۳۔ انصار اللہ کے جنرل سکرٹری شیخ عبد الرحمٰن صاحب نو مسلم لاہوری مولوی فاضل کے امتحان کی طیاری کر رہے ہیں۔ احباب عموماً اور انصار اللہ سے خصوصاً درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صالح نوجوان کو اس امتحان میں کامیاب کرے۔ تاکہ وہ بیش از پیش خدمت دین کرنے کی طاقت اور توفیق اللہ تعالیٰ سے پا سکیں۔

۴۔ بھائی سمند سنگھ صاحب جو نہہ کلنک پنتھ کے بانی ہیں اور ایک سیدھے سادھے آدمی ہیں۔ اس ہفتہ یہاں آئے تھے۔ دفتر الحکم میں بھی وہ آئے۔ ان کا خیال ہے کہ زمین بہ سبب پاپ کے مردہ ہو چکی ہے اور لوگوں کے گناہوں کا ایک بوجھ زمین پر ہو رہا ہے اس لئے سب کو چاہیئے کہ اس گناہ کے بوجھ کو اتارنے کے لئے ایک ڈنڈوت دیں۔ بھائی سمند سنگھ صاحب باوا دھنپت رائے صاحب وکیل قصوری کے گئو رکھشا کے کام کی بڑی حمایت کرتے ہیں۔ بہرحال وہ ایک مرفوع القلم انسان ہے۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ گورو گوبند سنگھ صاحب کا اوتار اپنے آپ کو قرار دیتا ہے۔ بھائی سمند سنگھ صاحب نے اپنی عمر کا ایک حصہ مسلمانوں کے طریق پر چلہ کشیوں میں بھی گذارا ہے۔ بہرحال وہ لوگوں کو نیک چلن بننے کی تاکید کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اب ست جگ آگیا ہے۔ اور نہہ کلنک اوتار کا یہ زمانہ ہے۔ ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں اور اس پر اتنا اضافہ کرتے ہیں۔ کہ

آنے والا آگیا۔

پایونیر میں اسلام کے مستقبل پر ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے اس پر انشاء اللہ العزیز الحکم کی اگلی اشاعت میں ایک مبسوط آرٹیکل لکھنے کی توقع ہے۔ وباللہ التوفیق!

نوٹیفائیڈ ایریا کمیٹی قادیان

نہایت شکرگزاری کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ ہمارے پیارے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کو رعایا کی بھلائی کا بہت ہی خیال ہے۔ کمیٹی قادیان کے متعلق جو اصلاحی سکیم آپ نے تجویز فرمائی ہے۔ جیسا کہ الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ظاہر کیا گیا تھا۔ صاحب ممدوح کا منشاء معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس پر نئے مالی سال کے آغاز سے عملدرآمد شروع ہو جاوے۔ اسی بنا پر یہ حکم نافذ کیا گیا ہے۔ کہ اخیر مارچ ۱۹۱۲ء تک تمام بقایا ہوس ٹیکس وصول ہو جاوے۔ باشندگان قادیان اس حکم کی تعمیل بسر و چشم کر کے دکھا دیں گے۔ کہ انہیں اپنے رعایا پرور حاکم ضلع کے حکم کی کسقدر عظمت دل میں ہے اور جسقدر جلد وہ اس بقایا کو پورا کر دیں گے۔ اسی قدر جلد گویا وہ اس سکیم کو عملدرآمد کے قابل بنا سکیں گے۔ ہمیں اس امر کو بھی صاحب ممدوح کی توجہ عالی کے نیچے لانا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ کمیٹی کے قیام کی غرض حفظ صحت کے اصولوں کی پابندی اور اس پابندی کے لئے جن طریقوں کے اختیار کرنے کی ضرورت ہے ان کی نگرانی ہے۔ مگر بعض اوقات کمیٹی کی طرف سے جو غیر مناسب سختیاں ہوتی ہیں۔ وہ باشندوں کو بددل بنا دیتی ہیں۔

کمیٹی کو پبلک پر مقدمات کرنے میں حتی الوسع احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ کمیٹی کو اس امر کی ضرورت نہیں کہ وہ لوگوں پر کوئی خاص رعب قائم کرے۔ بلکہ وہ پبلک کی خادم ہے۔ معمولی فروگذاشتوں میں جو پبلک پر مقدمات کئے جاتے ہیں۔ ہر چند یہ کمیٹی کے قوانین کے نیچے ہوں۔ لیکن اگر کمیٹی کا کوئی ذاتی ہرج نہ ہو۔ تو کیوں مناسب تنبیہ یا معافی پر نہ چھوڑا جاوے۔ ہم نے دیکھا ہے۔ کہ بعض بڑے بڑے مقدمات میں گورنمنٹ رحم پر چھوڑ دیتی ہے۔ تو کمیٹی اگر اس نظیر سے فائدہ اٹھالے۔ تو اس کا نقصان نہیں۔ کمیٹی پبلک کے روپیہ کے خرچ کے لئے ذمہ وار ہے۔ اور جسقدر وہ اس روپیہ کو لوگوں کے فائدہ کے لئے خرچ کرے گی۔ اسی قدر وہ عوام کے شکریہ کی مستحق ہوگی۔ بہرحال ممبران کمیٹی قادیان سے امید ہے۔ ہمارے اس دوستانہ مشورہ کو جو پبلک کے فائدہ کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

ریمارک

اخبار بھارت

جالندھر سے بھارت نام ایک جدید اخبار شائع ہونے لگا ہے۔ یہ اخبار آریہ سماج کے تمام اخبارات میں متین اور مہذب پرچہ ہے۔ اس اخبار کے ذریعہ آریہ سماج کے بعض دوسرے اخبارات کی طرح دوسرے مذاہب پر حملے نہیں کئے جاتے۔ بلکہ اپنی قوم میں بھلی اور نیک باتوں کی تحریک کرنا اس کا مقصد معلوم ہوتا ہے۔ جس طریق پر یہ اخبار چلایا جا رہا ہے۔ اگرچہ آجکل کے بگڑے ہوئے مذاق کے موافق اسے پسند نہ کیا جاوے گر شریف اور فہمیدہ لوگ ایسے اخبارات کی قدر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ قیمت سالانہ دو روپیہ ہے۔

مسلم گزٹ

لکھنؤ سے نہایت قیمتی اخبار جاری ہوا ہے پایونیر کے برابر اس کی تقطیع ہے اور اس کے ظاہری مراتب چھپائی۔ لکھائی اور کاغذ کے عمدہ ہونے کے ساتھ ہی مضامین ایک قابل اور کہنہ مشق جرنلسٹ کے قلم سے لکھے جاتے ہیں۔ ممالک متحدہ میں یہ مسلمانوں کا بہترین پرچہ ہونے کی امید دلاتا ہے۔ خدا کرے کہ وہ بڑھے اور پھولے باوجود اپنی خوبیوں کے عہ سالانہ قیمت بہت کم ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ ایسے اخبارات کی قدر کی جاوے۔

رہنمائے کمپونڈر

اس نام کا ایک اردو رسالہ جناب ڈاکٹر پرسرام صاحب ایل۔ ایم۔ ایس میڈیکل پریکٹیشنر فیروزپور شہر نے حال میں شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر پرسرام صاحب کو میں ۲۳ برس سے جانتا ہوں جبکہ وہ میرے ساتھ لودہانہ کے بورڈ سکول میں تعلیم پاتے تھے ان کی طبیعت میں اس وقت بھی دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور بھلائی کے خیالات جوش زن رہتے تھے۔ اور وہ ایک مضبوط کیرکٹر کے طالب علم تھے۔ اس وقت بھی لوگوں کی بھلائی کے لئے جو کچھ ان سے ہو سکتا ہے کرتے رہتے ہیں۔ یہ رسالہ انہوں نے عام لوگوں اور طبابت پیشہ خصوصاً کمپونڈروں کے فائدہ کے لئے لکھا ہے۔ میں ڈاکٹر یا طبیب نہیں۔ مگر اس رسالہ کو میں ایسا پسند کرتا ہوں۔ کہ اگر ہر گھر میں یہ رہے۔ تو بیماری کے وقت اس سے بہتر مشورہ ملنے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ رسالہ کی قیمت ۸ر فی جلد ہے۔ جو میرے خیال میں کسیقدر زیادہ ہے۔ تاہم ان بہترین مشوروں کے لئے جو اس رسالہ سے مل سکتے ہیں۔ اس کی قیمت کا سوال نظر انداز ہو جاتا ہے جو لوگ طبی مذاق رکھتے ہیں اور عیالدار ہیں۔ اس کو ضرور منگائیں ڈاکٹر پرسرام صاحب ایل۔ ایم۔ ایس فیروزپور کے پتہ سے درخواست کرنے پر ملیگا۔

جہاد وید

یہ اس رسالہ کا نام ہے۔ جو حال میں مولوی ثناء اللہ امرتسری نے شائع کیا ہے۔ اس رسالہ کی قیمت ۳ر ہے اور دفتر اہلحدیث امرتسر سے ملیگا۔ کچھ شک نہیں۔ کہ اس مختصر سے رسالہ میں اسلامی جہاد پر ناواقفی سے اعتراض کرنے والے آریہ مہاشوں کے لئے الزامی جواب کے طرز پر اس رسالہ میں عمدہ مصالح جمع کر دیا گیا ہے۔ جو لوگ آریوں سے مناظرہ کرتے ہیں۔ یا جہاں آریہ لوگ جہاد اسلام پر حملہ کرتے ہیں۔ ان کے لئے یہ اچھا رسالہ ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ اور آپ کے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بعافیت ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ عورتوں اور مردوں کو تو درس قرآن مجید دیا ہی کرتے ہیں۔ اب آپ نے چھوٹی لڑکیوں اور چھوٹے لڑکوں میں بھی قرآن مجید کا درس شروع کر دیا ہے۔ ایسے ہی خواہ اور ہمدرد مخلوق بزرگ کی عمر میں برکت ہو۔ اور اس کی نیک خواہشیں اور پاک ارادے اور پر جوش دعائیں اللہ تعالیٰ ہمارے حق میں قبول فرمائے۔ ۱۱ فروری ۱۹۱۲ء کو آپ نے شام کے درس عام میں نہایت درد دل سے سگرٹ نوشی کی ممانعت پر وعظ فرمایا۔ خدا کی عجیب قدرت ہے کہ میں نے ۱۰ فروری کو ایک نوٹ سگرٹ نوشی پر لکھا تھا۔ یہ تحریک مجھے حضرت ہی کی مجلس میں ایک موقعہ پر ہوئی تھی۔ جبکہ ایک بیمار طالب علم کے متعلق سلسلہ میں یہ بات آگئی۔ اس کو آپ نے نہایت جوش اور رقت اور رحم کے جذبات میں طالب علموں ان کے ناظموں اور معلموں کو اس بلا سے بچنے کی ہدایت فرمائی۔ بلکہ اسی روز بعد دوپہر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا ایک لیکچر بھی اسی موضوع پر طلباء مدرسہ کے سامنے حضرت کے ارشاد سے ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ نے چاہا۔ تو وہ درد بھرے کلمات ناظرین الحکم کو سنانے کی کوشش کی جاویگی۔ وباللہ التوفیق!

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت بھی الحمد للہ بخیریت ہیں

۳۔ انصار اللہ کے جنرل سکرٹری شیخ عبدالرحمن صاحب نومسلم لاہوری مولوی فاضل کے امتحان کی طیاری کر رہے ہیں احباب عموماً اور انصار اللہ سے خصوصاً درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صالح نوجوان کو اس امتحان میں کامیاب کرے۔ تاکہ وہ بیش از پیش خدمت دین کرنے کی طاقت اور توفیق اللہ تعالیٰ سے پا سکیں۔

۴۔ بھائی سمند سنگھ صاحب جو نہہ کلنک پنتھ کے بانی ہیں اور ایک سیدھے سادھے آدمی ہیں۔ اس ہفتہ یہاں آئے تھے۔ دفتر الحکم میں بھی وہ آئے۔ ان کا خیال ہے کہ زمین بہ سبب پاپ کے مردہ ہو چکی ہے اور لوگوں کے گناہوں کا ایک بوجھ زمین پر ہو رہا ہے اس لئے سب کو چاہیئے کہ اس گناہ کے بوجھ کو اتارنے کے لئے ایک ڈنڈ دیں۔ بھائی سمند سنگھ صاحب بابا دہنپت رائے صاحب وکیل قصوری کے گئو رکھشا کے کام کی بڑی حمایت کرتے ہیں۔ بہرحال وہ ایک مرفوع القلم انسان ہے۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ گورو گوبند سنگھ صاحب کا اوتار اپنے آپ کو قرار دیتا ہے۔ بھائی سمند سنگھ صاحب نے اپنی عمر کا ایک حصہ مسلمانوں کے طریق پر چلہ کشیوں میں بھی گذارا ہے۔ بہرحال وہ لوگوں کو نیک چلن بننے کی تاکید کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اب ست جگ آگیا ہے۔ اور نہہ کلنک اوتار کا یہ زمانہ ہے۔ ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں اور اس پر اتنا اضافہ کرتے ہیں۔ کہ!

آنے والا آگیا۔

پاینیر میں اسلام کے مستقبل پر ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے اس پر انشاء اللہ العزیز الحکم کی اگلی اشاعت میں ایک مبسوط آرٹیکل لکھنے کی توقع ہے۔ وباللہ التوفیق!

نوٹیفائیڈ ایریا کمیٹی قادیان

نہایت شکر گذاری کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ ہمارے پیارے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کو رعایا کی بھلائی کا بہت ہی خیال ہے۔ کمیٹی قادیان کے متعلق جو اصلاحی سکیم آپ نے تجویز فرمائی ہے۔ جیسا کہ الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ظاہر کیا گیا تھا۔ صاحب ممدوح کا منشاء معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس برنئے مالی سال کے آغاز سے عملدرآمد شروع ہو جاوے۔ اسی بنا پر یہ حکم نافذ کیا گیا ہے۔ کہ اخیر مارچ ۱۹۱۲ء تک ھا یا ہوس ٹیکس وصول ہو جاوے۔ باشندگان قادیان اس حکم کی تعمیل بسر و چشم کر کے دکھا دیں گے۔ کہ انہیں اپنے رعایا پرور حاکم ضلع کے حکم کی کسقدر عظمت دل میں ہے اور جسقدر جلد وہ اس بقایا کو پورا کر دیں گے۔ اسی قدر جلد گویا وہ اس سکیم کو عملدرآمد کے قابل بنا سکیں گے۔ ہم اس امر کو بھی صاحب ممدوح کی توجہ عالی کے نیچے لانا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ کمیٹی کے قیام کی غرض حفظ صحت کے اصولوں کی پابندی اور اس پابندی کے لئے جن طریقوں کے اختیار کرنے کی ضرورت ہے ان کی نگرانی ہے۔ مگر بعض اوقات کمیٹی کی طرف سے جو غیر مناسب سختیاں ہوتی ہیں۔ وہ باشندوں کو بد دل بنا دیتی ہیں۔

کمیٹی کو پبلک پر مقدمات کرنے میں حتی الوسع احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ کمیٹی کو اس امر کی ضرورت نہیں کہ وہ لوگوں پر کوئی خاص رعب قائم کرے۔ بلکہ وہ پبلک کی خادم ہے۔ معمولی فروگذاشتوں میں جو پبلک پر مقدمہ کئے جاتے ہیں۔ ہرچند یہ کمیٹی کے قوانین کے نیچے ہوں۔ لیکن اگر کمیٹی کا کوئی ذاتی ہرج نہ ہو۔ تو کیوں مناسب تنبیہ یا معافی پر نہ چھوڑ دیا جاوے۔ ہم نے دیکھا ہے۔ کہ بعض بڑے بڑے مقدمات میں گورنمنٹ رحم پر چھوڑ دیتی ہے۔ تو کمیٹی اگر اس نظیر سے فائدہ اٹھائے۔ تو اس کا نقصان نہیں۔ کمیٹی پبلک کے روپیہ کے خرچ کے لئے ذمہ وار ہے۔ اور جسقدر وہ اس روپیہ کو لوگوں کے فائدہ کے لئے خرچ کرے گی۔ اسی قدر وہ عوام کے شکریہ کی مستحق ہوگی۔ بہرحال ممبران کمیٹی قادیان امید ہے۔ ہمارے اس دوستانہ مشورہ کو جو پبلک کے فائدہ کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

ریمارک

اخبار بھارت جالندھر سے بھارت نام ایک جدید اخبار شائع ہونے لگا ہے۔ یہ اخبار آریہ سماج کے تمام اخبارات میں متین اور مہذب پرچہ ہے۔ اس اخبار کے ذریعہ آریہ سماج کے بعض دوسرے اخبارات کی طرح دوسرے مذاہب پر حملے نہیں کئے جاتے۔ بلکہ اپنی قوم میں بھلی اور نیک باتوں کی تحریک کرنا اس کا مقصد معلوم ہوتا ہے۔ جس طریق پر یہ اخبار چلایا جا رہا ہے۔ اگرچہ آجکل کے بگڑے ہوئے مذاق کے موافق اسے پسند نہ کیا جائے مگر شریف اور فہمیدہ لوگ ایسے اخبارات کی قدر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ قیمت سالانہ دو روپیہ ہے۔

مسلم گزٹ لکھنؤ سے نہایت قیمتی اخبار جاری ہوا ہے پایونیر کے برابر اس کی تقطیع ہے۔ اور اس کی ظاہری مراتب چھپائی۔ لکھائی اور کاغذ کے عمدہ ہونے کے سوا ہی مضامین ایک قابل اور کہنہ مشق جرنلسٹ کے قلم سے لکھے جاتے ہیں۔ ممالک متحدہ میں یہ مسلمانوں کا بہترین پرچہ ہونے کی امید دلاتا ہے۔ خدا کرے کہ وہ بڑھے اور پھلے۔ باوجود اپنی خوبیوں کے ۶ روپیہ سالانہ قیمت بہت کم ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ ایسے اخبارات کی قدر کی جاوے۔

رہنمائے کمپونڈر اس نام کا ایک اردو رسالہ جناب ڈاکٹر پرسرام صاحب ایل۔ ایم۔ ایس میڈیکل پریکٹیشنر فیروزپور شہر نے حال میں شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر پرسرام صاحب کو میں ۲۳ برس سے جانتا ہوں جبکہ وہ میرے ساتھ لودہانہ کے بورڈ سکول میں تعلیم پاتے تھے۔ ان کی طبیعت میں اس وقت بھی دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور بھلائی کے خیالات جوشزن رہتے تھے۔ اور وہ ایک مفید کیرکٹر کے طالب علم تھے۔ اس وقت بھی لوگوں کی بھلائی کے لئے جو کچھ ان سے ہو سکتا ہے کرتے رہتے ہیں۔ یہ رسالہ انہوں نے عام لوگوں اور طبابت پیشہ خصوصاً کمپونڈروں کے فائدہ کے لئے لکھا ہے۔ میں ڈاکٹر یا طبیب نہیں۔ مگر اس رسالہ کو میں ایسا پسند کرتا ہوں۔ کہ اگر ہر گھر میں یہ رہے۔ بیماری کے وقت اس سے بہتر مشورہ ملنے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ رسالہ کی قیمت ۱۰ فی جلد ہے۔ جو میرے خیال میں کسی قدر زیادہ ہے۔ تاہم ان بہترین مشوروں کے لئے جو اس رسالہ سے مل سکتے ہیں۔ اس کی قیمت کا سوال نظر انداز ہو جاتا ہے جو لوگ طبی مذاق رکھتے ہیں اور عیالدار ہیں۔ اس کو ضرور منگائیں ڈاکٹر پرسرام صاحب ایل۔ ایم۔ ایس فیروزپور کے پتہ سے درخواست کرنے پر ملیگا۔

جہاد وید یہ اس رسالہ کا نام ہے۔ جو حال میں مولوی ثناء اللہ امرتسری نے شائع کیا ہے۔ اس رسالہ کی قیمت ۲ ہے اور دفتر اہلحدیث امرتسر سے ملیگا۔ کچھ شک نہیں۔ کہ اس مختصر رسالہ میں اسلامی جہاد پر ناواقفی سے اعتراض کرنے والے آریہ مہاشوں کے لئے الزامی جواب کے طرز پر اس رسالہ میں عمدہ مصالح جمع کر دیا گیا ہے جو لوگ آریوں سے مناظرہ کرتے ہیں۔ یا جہاں آریہ لوگ جہاد اسلام پر حملہ کرتے ہیں۔ ان کے لئے یہ اچھا رسالہ ہے۔